﴿بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ﴾ ﴿......اِنَّ الْفَضْلَ بِيَدِ اللّٰهِ يُؤْتِيْهِ مَنْ يَّشَآءُ﴾(آل عمران:74) ﴿......عَسٰى اَنْ يَّبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا﴾ (بنی اسرائیل:80)

ہفت روزہ
الفضل
انٹرنیشنل

مدیر اعلیٰ :– نصیر احمد قمر

جلد18 — جمعۃ المبارک12/اگست2011ء — شمارہ32

11/رمضان المبارک1432 ہجری قمری ❁ 12/ظہور 1390 ہجری شمسی

رمضان کے معنے

حضرت انس بن مالکؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول کریم ﷺ نے فرمایا کہ:

”رمضان کا نام رمضان اس لئے رکھا گیا ہے کہ یہ گناہوں کو جلا کر خاکستر کر دیتا ہے“۔

(الفردوس بماثور الخطاب جلد2 حدیث نمبر2339)

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی والدہ ماجدہ حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ انتقال فرما گئیں

جیسا کہ گزشتہ شمارہ میں احباب جماعت کو بڑے افسوس سے یہ اطلاع دی جا چکی ہے کہ سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی پوتی ،حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ اور سیدہ اُمّ ناصر رضی اللہ عنہا کی صاحبزادی اور حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی والدہ ماجدہ حضرت صاحبزادی سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ،بیگم حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحبؓ مورخہ 29/جولائی 2011ء پاکستانی وقت کے مطابق پونے سات بجے شام ایک لمبی علالت کے بعد بعمر تقریباً سوسال ربوہ میں انتقال فرما گئیں۔ اِنَّا لِلّٰهِ وَاِنَّا اِلَيْهِ رَاجِعُوْنَ۔

آپ چندسال سے مختلف عوارض کی وجہ سے علیل تھیں۔تاہم گزشتہ چھ ماہ سے آہستہ آہستہ کمزوری بڑھ رہی تھی اور کچھ عرصہ سے صاحب فراش تھیں۔

آپ جلسہ سالانہ قادیان 2005ء کے موقع پر قادیان تشریف لے گئیں۔دو ہفتے تک وہاں قیام فرمایا اور سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ سے خلافت کے بعد پہلی اور آخری مرتبہ ملاقات کی۔اور اپنے جلیل القدر صاحبزادے کو خلیفۃ المسیح کی مسند پر بیٹھے دیکھا اور دید کی پیاس بجھائی۔آپ نے خدا تعالیٰ کے فضل سے 25/مئی 1933ء میں وصیت کی تھی جبکہ آپ کی عمر22 سال تھی۔

آپ حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کی مبارک اولاد میں دوسرے نمبر پر اور صاحبزادیوں میں سب سے بڑی تھیں۔حضرت خلیفۃ المسیح الثالث رحمہ اللہ آپ سے بڑے تھے۔

حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ ستمبر 1911ء میں حضرت مصلح موعودؓ کے ہاں صاحبزادی محمودہ بیگم صاحب امّ ناصر کے بطن سے پیدا ہوئیں۔آپ کی تعلیم وتربیت بہت ہی دینی ماحول میں ہوئی دینیات کلاس اٹینڈ کی اور 1929ء میں پنجاب یونیورسٹی سے مولوی کا امتحان پاس کیا۔

مورخہ 2/جولائی 1934ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے ان کا نکاح حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب ابن حضرت مرزا شریف احمد صاحب کے ساتھ پڑھا اور رخصتانہ 26/اگست 1934ء کو ہوا۔

آپ کے خطبہ نکاح میں حضرت مصلح موعودؓ نے خدا تعالیٰ کے حقیقی عبد بننے اور ان کے تقاضوں کو نباہنے پر زور دیا اور فرمایا کہ ”حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی اولاد کا فرض ہے کہ وہ اپنی زندگی اس طرح بسر کرے کہ گویا وادی غیر ذی زرع میں رہتی ہے اور اپنے آپ کو دین کے لئے وقف کرے۔“

چنانچہ اس مقدس جوڑے نے بعینہٖ اسی طرح زندگی گزاری اور ساری عمر خدمت دین وانسانیت میں منہمک رہے۔آپ لمبا عرصہ تک بطور صدر لجنہ اماء اللہ ربوہ خدمات بجالاتی رہیں۔اور خدا تعالیٰ کے فضل سے لجنہ ربوہ کی تربیت بہت فعال رہ کر کی۔آپ عبادت گزار،مہمان نواز،سلیقہ منداور خدمت خلق کرنے والی خاتون تھیں۔خلافت سے آپ کو بے پناہ عشق اور محبت تھی۔آپ نے بچپن سے ہی دینی ماحول اور خلافت کے حصار میں تربیت حاصل کی اور پرورش پائی۔

حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کے خاوند حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی ولادت 13/مارچ 1911ء کو قادیان میں ہوئی اور وفات 10/دسمبر 1977ء کو ہوئی۔اپنے خاوند کی وفات کے بعد کا عرصہ بہت صبر اور حوصلے کے ساتھ گزارا۔اللہ تعالیٰ نے آپ کو دو بیٹیوں اور تین بیٹوں سے نواز۔حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز آپ کے سب سے چھوٹے بیٹے ہیں۔دیگر اولاد کی تفصیل درج ذیل ہے۔

محترمہ سیدہ امتہ الرؤوف صاحبہ اہلیہ محترم سید میر مسعود احمد صاحب۔

محترم صاحبزادہ مرزا ادریس احمد صاحب (مرحوم)

محترمہ صاحبزادی امتہ القدوس صاحبہ اہلیہ محترم صاحبزادہ مرزا غلام احمد صاحب۔

محترم صاحبزادہ مرزا مغفور احمد صاحب۔

ہزاروں سوگوار خواتین نے حضرت صاحبزادی سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہ کے مبارک وجود کا آخری دیدار کیا اور مورخہ 30/جولائی 2011ء کو نماز جنازہ کے لئے میت اقامت گاہ سے مسجد مبارک ربوہ میں لائی گئی جہاں بعد نماز عصر محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر مقامی نے نماز جنازہ پڑھائی۔نماز جنازہ کے لئے مسجد مبارک کا مسقّف حصہ،بالائی گیلری،صحن اور اندرونی گراسی پلاٹس اور بیرونی گراسی پلاٹس میں احباب جماعت کا جم غفیر موجود تھا۔

خدام کے حفاظتی دائرہ میں میت بہشتی مقبرہ پہنچی۔اندرونی چاردیواری میں حضرت صاحبزادہ مرزا منصور احمد صاحب کی قبر کے شرقی جانب آپ کی قبر تیار کی گئی۔قبر کی تیاری کے بعد محترم صاحبزادہ مرزا خورشید احمد صاحب نے دعا کروائی۔

نماز جنازہ اور تدفین میں شرکت کے لئے ربوہ کے علاوہ دور دراز علاقوں سے عہدیداران سلسلہ اور احباب جماعت کثیر تعداد میں تشریف لائے۔احباب نے بہشتی مقبرہ کے اندر اور باہر کھڑے ہو کر یہ وقت گزارا۔خدام ربوہ نے مختلف شعبہ جات میں مستعدی سے ڈیوٹیاں سرانجام دیں۔ربوہ سے نماز جنازہ اور تدفین کے کچھ مناظر ایم ٹی اے پر لائیو ٹیلی کاسٹ کیئے گئے۔

حضرت صاحبزادی صاحبہ مرحومہ اور ان کی والدہ کا روزنامہ الفضل پر بھی احسان ہے کہ جب حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ نے 1913ء میں الفضل جاری کرنے کا ارادہ فرمایا تو حضرت ام ناصر نے ابتدائی سرمایہ کے طور پر اپنا اور حضرت ناصرہ بیگم صاحبہ کا زیور پیش کر دیا۔

حضرت صاحبزادی صاحبہ کو مضمون نگاری کا بہت شوق تھا۔چنانچہ الفضل میں سیرت النبیؐ کے عنوان کے تحت آپ کے مضامین شائع ہوتے رہتے تھے۔1931ء میں الفضل کے سیرت خاتم النبین نمبر میں آپ کا مضمون شائع ہوا۔

1952ء میں سینٹرل کمیٹی لجنہ اماء اللہ ربوہ کے تحت درس القرآن کا سلسلہ شروع کیا گیا تو سب سے پہلا درس حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ نے دیا۔

حضرت صاحبزادی ناصرہ بیگم صاحبہ کو اللہ تعالیٰ نے پوری ایک صدی کی زندگی عطا فرمائی۔ہوش سنبھالتے ہی خلافت کو اپنے اردگرد دیکھا۔اور اس کے سائے تلے تمام زندگی گزار دی۔حضرت مصلح موعودؓ کی جہاں پدرانہ شفقت حاصل رہی وہاں بطور خلیفۃ المسیح آپ نے اپنے والد کی طاعت کے اعلیٰ معیار قائم فرمائے۔اور پھر اپنے دو بھائیوں یعنی حضرت خلیفۃ المسیح الثالث اور حضرت خلیفۃ المسیح الرابع رحمہما اللہ کے خلیفہ بننے کے بعد وہی اطاعت ،محبت ،لگن اور فدائیت جاری رہی جو خلافت کے عاشق کے لئے ضروری ہوتی ہے۔اور جب آپ کے لخت جگر حضرت صاحبزادہ مرزا مسرور احمد صاحب کو خلیفۃ المسیح کی ردا پہنائی تو بیٹا ہونے کے باوجود خلافت کی اطاعت کے تقاضوں میں ذرہ بھر کمی نہ آئی۔آپ تاریخ احمدیت کی وہ خوش قسمت خاتون ہیں جن کے باپ، دو بھائی اور بیٹا خلافت کی مسند پر متمکن ہوئے۔

صاحبزادی صاحبہ مرحومہ کو اللہ تعالیٰ نے غریبوں،مسکینوں اور ضرورت مندوں کی خدمت کے لئے بہت شفیق دل عطا فرمایا تھا۔اور غریب پرور اور خدمت خلق کے کاموں میں ہمہ وقت مصروف رہتیں۔

اللہ تعالیٰ آپ کو اپنی جوار رحمت میں جگہ عطا فرمائے۔مغفرت کا سلوک فرمائے اور جملہ لواحقین کو صبر جمیل عطا فرمائے اور ان کا حامی وناصر ہو۔

❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁ ❁

حضرت مرزا شریف احمد صاحب رضی اللہ عنہ کے بعض پاکیزہ شمائل

(مولوی ظفر محمد صاحب مولوی فاضل (مرحوم)

حضرت میاں صاحب کی صحبت میں مجھے ایک عرصہ تک رہنے کا موقعہ ملا ہے۔36-1937ء میں جب ہماری جماعت کے خلاف احرار کی شورش زوروں پر تھی اور احرار کے علاوہ گورنمنٹ کے بعض اعلیٰ حکام بھی جماعت کی شدید مخالفت پر تلے ہوئے تھے۔ انہی دنوں ان فتنہ کے مقابلہ کے شعبہ کے انچارج حضرت میاں صاحب تھے۔ اکثر اوقات دفتر ٹائم کے بعد بھی اپنے کام میں دیر تک مصروف رہتے تھے۔ انہیں یہ کبھی خیال نہیں آتا تھا کہ دفتر کب لگتا ہے اور کب بند ہوتا ہے بلکہ آپ کے پیش نظر ہمیشہ کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانا اور ضروری امور کو پورے طور پر سرانجام دینا ہوتا تھا۔ بعض اوقات ایسا بھی ہوتا کہ آپ دفتر میں تشریف لاتے اور کسی اہم دفتری ضرورت کی بنا پر آپ کو باہر جانا پڑ جاتا تھا اور دوپہر کے وقت جب آپ کا کھانا دفتر میں پہنچتا تو آپ کھانا کھانے کے لئے تشریف نہ لاتے یہاں تک کہ شام ہو جاتی اور پھر آپ تشریف لاکر پوچھتے کہ کیا میرا کھانا آیا تھا؟ مَیں عرض کرتا کہ جی ہاں آیا تھا اور موجود ہے۔ آپ فرماتے اب کیا کھانا ہے۔ ایک دفعہ آپ مجھے حکم دے گئے کہ جب تک مَیں واپس نہ آؤں آپ دفتر سے باہر نہ جائیں۔ چنانچہ دوپہر تک آپ واپس تشریف نہ لائے۔ آپ کا کھانا آگیا اور مَیں کھانا کھانے کے لئے اپنے گھر نہ جاسکا۔ اس کے بعد ظہر کا وقت ہوگیا اور حضرت میاں صاحب پھر بھی تشریف نہ لائے۔ اس پر مَیں نے آپ کا کھانا خود کھا لیا لیکن جونہی کہ مَیں کھانا کھا کر بیٹھا حضرت میاں صاحب تشریف لے آئے۔ آپ نے آتے ہی پوچھا کہ میرا کھانا آیا تھا؟ مَیں نے کہا جی ہاں آیا تھا۔ فرمانے لگے کہاں ہے؟ مَیں نے عرض کہ مَیں نے کھالیا ہے۔ اور یہ جواب دیتے وقت میری قلبی کیفیت کا جو عالم تھا اس کو صرف مَیں ہی جانتا ہوں ۔ مجھے اندیشہ تھا کہ کہیں میاں صاحب ناراض نہ ہوں۔ مَیں اسی فکر میں آپ کے چہرے کے طرف دیکھنے لگا کہ دیکھوں آپ کیا فرماتے ہیں۔ لیکن سبحان اللہ جونہی میری نگاہ آپ کے چہرہ پر پڑی مَیں نے دیکھا کہ میرے اس جواب پر کہ کھانا مَیں نے کھالیا ہے۔ آپ کے چہرہ پر ایک خوشی کی لہر دوڑ گئی اور نہایت محبت اور شفقت سے فرمایا۔ آپ نے بہت اچھا کیا۔ اور یہ کلمات آپ نے اس انداز میں فرمائے جو میرے دل پر آج تک منقوش ہیں۔

حضرت میاں صاحب کے اخلاق وعادات اتنے شیریں اور دلکش تھے کہ ان کے ساتھ کام کرتے ہوئے کبھی ایک لمحہ کے لئے بھی کوئی کلفت محسوس نہیں ہوئی۔ جونہی آپ تشریف لاتے نہایت پُرسکون اور شیریں لہجہ کے ساتھ بشاشت سے بات فرماتے۔ آپ کے انداز گفتگو کا جب بھی مَیں تصور کرتا ہوں تو مجھے ہمیشہ ایک واقعہ یاد آجاتا ہے اور وہ واقعہ یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ جب مکہ سے ہجرت فرما کر مدینہ تشریف لے جارہے تھے تو راستے میں انہیں ایک اُمّ معبد نامی عورت کے پاس ذرا ستانے کے لئے ٹھہرنا پڑا۔ اس کے گھر کے افراد اپنا ریوڑ وغیرہ لے کر جنگل میں جا چکے تھے اور گھر میں ایک کمزور بکری کھڑی ہوئی تھی۔ اُمّ معبد سے پوچھا گیا کہ آیا آپ کے پاس دودھ ہے؟ اس نے کہا نہیں۔ یہ بکری کھڑی ہے اس کے نیچے دودھ نہیں ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اگر آپ اجازت دیں تو ہم بکری سے دودھ دوہ لیں۔ اس نے کہا بڑی خوشی سے اگر کچھ ہے تو بے شک نکال لیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خود اپنے دست مبارک سے اس بکری کو دوہا اور ایک اچھا بھلا برتن دودھ سے بھر لائے ۔ وہ عورت یہ کیفیت دیکھ کر محو حیرت ہوگئی ۔ شام کو جب اس کے گھر کے افراد واپس آئے تو اس نے ان کے سامنے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا جن الفاظ میں نقشہ کھینچا ہے وہ نہایت دلکش ہے۔ منجملہ دیگر امور کے اس نے ایک بات یہ بھی کی کہ کَانَّ کَلَامُہٗ خَرْدَاتٌ۔ یعنی آپ کی زبان سے موتی جھڑتے تھے۔

جب حضرت میاں صاحب گفتگو فرماتے تھے تو آپ کا انداز بھی ایسا ہی ہوتا تھا۔ حضرت میاں صاحب کو آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم سے انتہائی عشق تھا اور عموماً احادیث نبویہ کا بہت شوق سے مطالعہ فرمایا کرتے تھے۔ ایک دفعہ کا ذکر ہے کہ آپ قادیان میں ڈاکٹر احسان الٰہی صاحب کی دوکان پر ایک کرسی پر تشریف فرما تھے ۔ مَیں جب وہاں سے گزرا تو مَیں نے آگے بڑھ کر حضرت میاں صاحب سے مصافحہ کیا۔ آپ نے مجھے مخاطب ہوکر فرمایا کہ آپ روزانہ میرے مکان پر آکر مجھے ترمذی شریف سنایا کریں ۔ چنانچہ آپ کے اس ارشاد کے مطابق مَیں روزانہ جاتا اور کچھ وقت تک حدیث شریف سناتا رہتا۔ آپ حدیث شریف سنتے ہوئے بعض ایسے لطیف نکات بیان فرماتے تھے جو ہم نے کبھی اپنے بزرگ اساتذہ سے بھی نہ سنے تھے۔ یہ 1947ء کا واقعہ ہے۔ یہ سلسلہ کچھ روز تک جاری رہا۔ اس کے بعد مشرقی پنجاب میں فسادات شروع ہوگئے۔ اس دوران میں مجھے ایک دن مرکز کی طرف سے حکم ملا کہ تم فلاں کام کے لئے مغربی پنجاب جاؤ اور ادھر میری اہلیہ صاحبہ کو ایک چٹھی موصول ہوئی کہ تمہیں اپنے خاوند کے ساتھ جانے کی اجازت ہے۔ مرکزی کی طرف سے مجھے مبلغ پچاس روپے برائے اخراجات سفر ملے لیکن یہ روپیہ اس قدر کافی نہ تھا کہ مَیں اپنی بیوی اور بچوں کو اپنے ساتھ لے جا کر انہیں مغربی پنجاب میں چھوڑ کر واپس جا سکتا۔ اس لئے رات کو مَیں دعا کرتا رہا کہ اللہ تعالیٰ کوئی انتظام فرمادے۔ جب صبح ہوئی تو غالباً آٹھ نو بجے کے قریب کسی نے ہمارا دروازہ کھٹکھٹایا ۔ مَیں باہر گیا تو ایک شخص جو غالباً حضرت میاں صاحب کا نوکر تھا کچھ نوٹ اپنے ہاتھ میں لئے کھڑا تھا۔ جب مَیں اس کے سامنے ہوا تو اس نے اپنا ہاتھ میری طرف بڑھایا اور کہا کہ یہ پچاس روپے حضرت میاں صاحب نے بھیجے ہیں اور فرماتے ہیں کہ اگر اس سے زیادہ کی ضرورت ہو تو مجھ سے اَور بھی منگوالیں۔ مَیں نے وہ روپیہ لیا اور اس سے کہا کہ میری طرف سے حضرت میاں صاحب کی خدمت میں عرض کر دینا کہ جَزَاکُمُ اللّٰہ ۔ مجھے مزید ضرورت نہیں۔ مجھے معلوم نہیں کہ آپ کو میری ضرورت کا کس طرح علم ہوا۔ وَاللّٰہُ اَعْلَمُ بِالصَّوَاب۔

(روزنامہ الفضل ربوہ 11؍فروری 1962ء)

دعاؤں بھرا کشکول

(حضرت سیدہ صاحبزادی ناصرہ بیگم رحمہا اللہ تعالیٰ کے سانحۂ ارتحال پر)

جب خبر رحلت کی آئی تو سبھی کو یوں لگا
فیض کا سیلِ رواں تھا جو اچانک رک گیا

بارشِ انوار کی وہ اک صدی شاہد رہی
قدرتِ ثانی کے سب جلووں کی وہ زندہ گواہ

پیکرِ حسنِ عبادت ، منبعٔ لطف و کرم
خوبیاں اس ذات کو بخشیں خدا نے بے بہا

زندگی اس کی دعاؤں کا بھرا کشکول تھا
جاری و ساری رہے گا فیض کا چشمہ سدا

فیض اس ماں کا سدا جاری رہے گا بالیقیں
جس کا بیٹا کشتیٔ اسلام کا ہے ناخدا

تیرے غفراں اور رضا کی ہر گھڑی طالب رہی
اپنی بندی کو خدایا ! مغفرت کی دے رِدا

لا جرم کوئی نہیں جو ہو سکے ماں کا بدل
اے خدا ! پرَ ذات ہے تیری سبھی کا آسرا

ہے ہمالہ صبر کا غمگیں ترا مسرور ہے
اس کو اپنی گود لے اور شاد رکھ صبح و مسا

(عطاء المجیب راشد)

قطعہ بروفات حضرت صاحبزادی سیدہ ناصرہ بیگم صاحبہؒ

بنتِ مُرشد ، اُختِ مُرشد ، مادرِ مُرشد گئیں
وہ خداوندِ خدا کے عشق میں مخمور تھیں

ناصرہ بیگم ہماری سیّدہ کہیئے جنہیں
داخلِ فردوس ہو کر اب ہیں وہ جنت نشیں

ہے یہاں مُرشد مرا بادیدۂ نم اور حزیں
ضبطِ غم مشکل ہے اور اظہار کا یارا نہیں

کوئی غم سا غم ہے اُس کی کون غمخواری کرے
میرے دلبر کی مرا مولیٰ ہی دلداری کرے

(آمین)

(جمیل الرحمٰن)

مَصَالِحُ الْعَرَب

(عربوں میں تبلیغ احمدیت کے لئے

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام اور خلفائے مسیح موعودؑ کی بشارات، گرانقدر مساعی اور ان کے شیریں ثمرات کا ایمان افروز تذکرہ)

(محمد طاہر ندیم۔عربک ڈیسک یوکے)

قسط نمبر156

حضرت احمد رشید نواب رضی اللہ عنہ

مکہ مکرمہ سے تعلق رکھنے والے ایک عرب حضرت احمد رشید نواب صاحب ایک عرصہ سے ہندوستان میں مقیم تھے۔1324 ہجری یعنی 1906 کے شروع میں آپ کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی زیارت اور بیعت کا شرف حاصل ہوا۔جس کے بعد آپ نے 4 ربیع الاول 1324 ہجری کو اخبار بدر قادیان کے لئے احمدیت کی طرف اپنے سفر کی داستان تحریر فرمائی جو غالبًا عربی زبان میں تھی، اور مولانا دوست محمد شاہد صاحب مرحوم کے مضمون ’’عالم روحانی کے لعل وجواہر‘‘ نمبر 621 کے مطابق اس کا ترجمہ اخبار بدر میں شائع ہوا گو اخبار بدر میں اس کی تصریح موجود نہیں ہے لیکن اسلوب کلام اور بعض اردو اور فارسی تراکیب واشعار کے استعمال سے قرین قیاس یہی ہے کہ کسی نے عربی تحریر کا آزاد ترجمہ کر کے شائع کروایا ہے، جبکہ بعض عبارات سے یہ بھی ظاہر ہوتا ہے کہ یہ حضرت احمد رشید نواب صاحب کی ہی تحریر ہے۔شاید آپ نے اپنے قیام ہندوستان کے عرصہ میں اچھی اردو سیکھ لی ہو اور خود ہی اردو فارسی کے اشعار اور تراکیب استعمال کی ہوں۔واللہ اعلم بالصواب۔

یہ تحریر 17 مئی 1906 کے اخبار بدر کے صفحہ 8 تا 10 پر شائع ہوئی ہے۔ چونکہ طرز تحریر پر قدیم اردو اور عربی کا ملا جلا رنگ غالب ہے، خاکسار نے سہولت کے لئے ہر حصہ کا علیحدہ ذیلی عنوان لگا دیا ہے۔اب یہ تحریر معمولی حذف کے ساتھ قارئین کرام کی خدمت میں پیش کی جاتی ہے۔

ابتدائی حالات اور احمدیت سے تعارف

حضرت احمد رشید نواب صاحب بیان کرتے ہیں کہ:

’’اما بعد عرض کرتا ہے امیدوارِ رحمتِ توّاب ’’احمد رشید نواب‘‘، مجھ کو ایک زمانہ ہوا کہ ہندوستان میں وارد ہوں۔ ہر قسم کے لوگوں سے ملنے کا اتفاق رہا۔ ازاں جملہ حضرت اقدس امام الزمان مسیح موعود ومہدی مسعود جناب مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ السلام کے متعلق بہت کچھ مختلف باتیں سنتا رہا، موافق بھی مخالف بھی۔مگر بکثرت ان کے مخالف ہی رائیں سنتا رہا۔چونکہ ان کی کوئی تصنیف وتالیف کبھی دیکھنے کا اتفاق نہیں ہوا تھا اور زیادہ تر مخالفوں سے ہی ملنا جلنا رہتا تھا۔اس لئے مَیں بھی انکار ومخالفت پر تلا ہوا تھا مگر زبانی جمع خرچ تھا یعنی کبھی قلم نہیں اٹھایا۔اور الحمد للہ زبان سے بھی کبھی کوئی سخت کلمہ شاید نہ نکلا ہوگا۔مگر پھر مخالفت مخالفت ہے۔‘‘

رؤیا اور اس کے پورا ہونے کا انتظار

’’مجھ کو بارہ تیرہ سال کا عرصہ ہوا جبکہ مَیں نے مکہ معظّمہ میں ایک خواب دیکھا تھا جس میں مَیں نے امام مہدی علیہ السلام کی بیعت کی تھی۔اور اس خواب کے ظہور کا ہمیشہ منتظر رہتا تھا۔ اس کے بعد مَیں نے متعدد مقامات ومختلف اوقات میں کچھ آوازیں سنیں کچھ خواب دیکھے مگر حضرت اقدس کی خبر بھی جب تک میرے کان میں نہیں پہنچی تھی۔ رفتہ رفتہ جب ہندوستان میں آنے کا اتفاق ہوا تو مَیں نے یہ سنا کہ ایک شخص مرزا غلام احمد صاحب قادیان میں ہیں جنہوں نے دعویٰ مسیحیت ومہدویت کیا ہے تو یہ بات کچھ ایسی بھیانک اور غیر مانوس معلوم ہوتی ہے کہ اندازہ سے باہر اور خاص کر مخالفین کے ساتھ اٹھنا بیٹھنا ہوا۔مگر إِذَا أَرَادَ اللّٰهُ أَمْرًا هَيَّأَ أَسْبَابَهُ کے موافق حق کی روشنی مجھ پر ظاہر ہوئی۔ جب میں پنجاب میں پہنچا تو قریب تین ماہ کے امرتسر میں رہنے کا اتفاق ہوا۔ وہاں بھی حضرت اقدس کے مخالفین ہی سے زیادہ تر ملنے کا اتفاق رہا جن سے بجز مخالفت کے دوسری بات ہی نہ سنتا تھا۔الغرض ایسی حالت میں جماعت احمدیہ میں سے دو ایک شخصوں سے حیات ووفات مسیح کے متعلق کچھ نیم گفتگو سی ہو کر رہ گئی۔ بحث ناتمام رہی، دوسرے روز پر ملتوی ہوئی، دوسرے روز بھی کسی وجہ سے ملتوی ہوگئی۔‘‘

سفرِ قادیان اور حیرت انگیز تبدیلی

’’شب کو مَیں نے حضرت اقدس کو خواب میں دیکھا اور جن لوگوں میں مباحثہ ٹھیرا تھا بلا تأمل یہ کہہ دیا کہ اس کا فیصلہ خاص دن میں جا کر جناب مرزا صاحب سے ہی ہوگا۔جیسے میرے دل میں اس جوش کے ساتھ یہ ارادہ ہوا کہ جس قدر جلدی ہو سکے قادیان پہنچوں یہاں تک کہ مَیں قادیان پہنچا۔راہ میں بلکہ پہنچ کر بھی بہت سی باتیں میرے دل میں تھیں مگر پہنچتے ہی وہ باتیں خود بخود دل سے نکلنی شروع ہوگئیں۔مَیں اس کو بجز کرامت یا اعجاز کے کیا کہہ سکتا ہوں۔قادیان دارالامان میں پہنچ کر دوسرے روز حضرت اقدس (روحی فداہ) کی قدم بوسی سے مشرف ہوا جو کیفیت مجھ کو حاصل ہوئی اس کو مخالفین کے لئے مَیں ان لفظوں میں ادا کرتا ہوں۔ کسی کا شعر ہے ؎

لطف مئے تجھ سے کیا کہوں زاہد
ہائے کمبخت تونے پی ہی نہیں

’’بدر‘‘ کی پیشانی پر جو شعر لکھا ہوا ہے:

چہ گویَم باتو گرآئی حیا در قادیان بینی
دوابینی، شفا بینی، غرض دارالامان بینی

بالکل سچ ہے۔میری زبان پر یہ شعر ہر وقت جاری رہتا ہے۔‘‘

بیعت اور رؤیا

’’دوسری بار جو حضرت اقدس سے نیاز حاصل ہوا تو مجھ سے نہ رہا گیا اور مَیں نے بیعت کر ہی لی۔اس وقت میری زبان پر یہ کلمات جاری ہوئے کہ جو حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے: هٰذَا تَاْوِيْلُ رُءْيَايَ مِن قَبْلُ قَدْ جَعَلَهَا رَبِّيْ حَقًّا (سورۃ یوسف: 101) اس کے بعد میں موافق عادت کے دوپہر کو سو گیا تو دیکھتا کیا ہوں کہ آپ فرماتے ہیں ہماری رائے تجھ کو ابھی بیعت کرنے کی نہیں تھی، ہم چاہتے تھے کہ اپنے شکوک پورے طور پر رفع کر لیتا تو بہتر تھا۔ مَیں نے عرض کیا کہ میرے دل میں ایسے شکوک ہی نہیں رہے کہ جن کے ازالہ کی ضرورت ہو۔ دوسرے روز مَیں نے یہ خواب آپ سے عرض کیا کہ واقعی ہمارے دل میں یہی بات تھی کہ جو تونے دیکھی اس کے بعد آپ نے مہتمم کتب خانہ کو حکم فرمایا کہ جو تصنیف مَیں مانگوں مجھ کو دی جاوے۔ چنانچہ آٹھ دس تصانیف مَیں نے لیں۔ ازاں جملہ حمامۃ البشریٰ جس کو میرے ساتھ خاص تعلق ہے۔ اس کی تعریف سے تو میری زبان قاصر ہے۔واقعی یہ تقریر اور یہ تحریر خارق عادت سوائے معجزہ کے اور کیا ہوسکتی ہے۔مگر افسوس ہے کہ مخالفین کو نظر نہیں آتا۔بجز اس کے کیا کہا جاسکتا ہے: وَمَنْ لَّمْ يَجْعَلِ اللّٰهُ لَهٗ نُوْرًا فَمَا لَهٗ مِنْ نُّوْرٍ (النور:41)۔‘‘

تفہیمات ربّانیہ

’’یہاں پہنچ کر جو کیفیتیں مجھ پر وارد ہوئیں ان کا بیان نہیں کر سکتا۔ وفات مسیح جس کا مَیں سخت مخالف تھا۔ اس کے متعلق مجھ کو عجیب عجیب مضامین سوجھنے لگے اور مجھ کو خود یہ امر محسوس ہوتا ہے کہ ایک چشمۂ فیض ہے جو میرے دل پر گر رہا ہے۔ چنانچہ ’’مشتے نمونہ از خروارے‘‘ پیش کشِ ناظرین ہے۔

مَیں دوپہر کو ایک روز حسب عادت سو کر جو اٹھا تو یہ مضمون میرے دل میں جوش مار رہا تھا اور یہ ساری عمر میں پہلا اتفاق تھا۔‘‘

حضرت مسیح کی آمد ثانی کی غرض

’’یکا یک میرے دل میں یہ خیال گزرا کہ حضرت مسیح علیہ السلام کے دوبارہ تشریف لانے کی کیا ضرورت ہے تو میرے خیال میں مندرجہ ذیل ضرورتیں معلوم ہوئیں۔

ایک تو یہ کہ آپ اپنے پیرؤوں کو کافروں پر غلبہ بخشیں۔ دوم یہ کہ اپنی شریعت کو دوبارہ قائم کریں۔سوم یہ کہ تثلیث کا ابطال کریں۔

اب اس کی تفصیل سنئے۔پہلی شق تو اس وجہ سے باطل ہے کہ تحصیل حاصل ہے۔ ایک تو اللہ تعالی نے ویسے ہی وعدہ فرمایا ہے۔

دوسری صورت کا بطلان بیّن ہے کہ اب کوئی دوسری شریعت قائم کرنے والا نہیں آوے گا۔ رہا یہ کہ وہ شریعت محمدیہ ہی کو آ کر مستحکم کریں گے۔تو یہ بات سمجھ میں نہیں آتی کہ جب کام کو اللہ تعالیٰ ایک مجدد سے بخوبی نکال سکتا ہے۔ چنانچہ نکالتا چلا آیا ہے۔ تیرہ سو برس سے اس کام کے لئے ایک جلیل القدر پیغمبر کو دو ہزار سال تک آسمان پر بٹھا رکھے اور اب اس کو نازل کرے۔...... کیونکہ نہ تو وہ دشمن جن کے ہاتھوں سے ان کو تکلیفیں پہنچیں موجود ہیں کہ ان سے آ کر بدلہ لیں گے نہ کوئی دوسری وجہ ہماری سمجھ میں نہیں آتی ہے۔

رہی تیسری صورت تو اس میں ان کو کوئی خصوصیت نہیں جس عالم یا مجدد کو خدا کھڑا کر دیوے وہ اسکی بیخ کنی باحسن الوجوہ کر سکتا ہے۔ چنانچہ مشاہد ہے تو یہ بھی کوئی ایسی ضرورت نہیں ہے جو ان کے دو ہزار سال بعد آسمان سے تشریف آوری مقتضی ہو۔

اب اگر کوئی یہ کہے کہ ان کا ابطال تثلیث کرنا ایک خاص اثر رکھے گا۔اس وجہ سے کہ ان کو ہی خدا کا بیٹا کہا جاتا ہے۔تو جب وہ خود ان کے عقیدہ کا بطلان ظاہر کریں گے تو بہت کچھ اثر مترتب ہوگا۔تو اس کا جواب یہ ہے کہ ان کے نزدیک اس بات پر دلیل کیا ہوگی۔ کہ یہ وہ ہی عیسیٰ بن مریم سلام اللہ علیہ ہیں جن کو ہم خدا کا بیٹا سمجھتے تھے۔ کیوں کہ ان کے نزول آسمانی کو اگر مان لیا جاوے تو اس وقت تمام دنیا تو موجود ہوگی نہیں اگر ہوگی بھی تو بالفرض متعدد اشخاص ہی ہوویں گے تو ان کی تصدیق کون کرے گا۔ نہ ماننے والے جب نہ مانیں گے پھر ایک فضول بات ٹھہری۔اور ان کا دوبارہ آنا لغو سا ہوگیا۔اب اگر کوئی شخص یہ کہے کہ کیا یہ امر ممکن نہیں تو اس کا جواب ہم یہ دیں گے کہ امکان مستلزم وقوع کب ہے۔ جو ہم خواہ مخواہ تسلیم کر لیں۔ اور جب امکان ہی پر آ گئے تو کیا یہ ممکن نہیں ہے کہ ہم میں سے کسی کو خدا یہ شرف بخشے اور مسیح ابن مریم بنائے۔ جب یہ بھی ممکن ہے اور وہ بھی تو جو عقل سے زیادہ اقرب ہوگا ہم تو اس کو ہی پسند کریں گے۔‘‘

ایمان اچھا یا تکذیب

’’اب ہم حضرت مرزا غلام احمد صاحب کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتے ہیں۔ہم سب سے اوّل یہ بات دریافت کرتے ہیں حضرات مکفرین سے کہ حضرت اقدس نے ارکان دین میں سے کسی رکن کا نعوذ باللہ انکار کیا ہے؟ ہرگز نہیں۔حاشا عن ذلک۔اچھا اصول دین میں سے کسی اصل کے ساتھ مخالفت کی ہے؟ ہرگز نہیں۔ بلکہ پانچوں ارکان اسلام کو وہ مانتے ہیں......اگر ان کی اور حضراتِ مکفرین کی مخالفت ہے تو صرف ایک مسئلہ حیات وفات مسیح میں ہے تو کیا کوئی شخص ہم کو یہ بتا سکتا ہے کہ حیات مسیح علیہ السلام کا اقرار کرنا ارکان اسلام میں سے ہے یا اصول دین میں سے ہے؟ ہرگز نہیں۔ پھر اس کے انکار سے انسان کافر کیونکر ہو سکتا ہے۔اگر کوئی اور وجہ اس کے علاوہ ہو تو کوئی صاحب ہم کو سمجھا دیں کیونکہ اصول وفروع میں حضرت مرزا صاحب کا وہی طرز عمل ہے جو سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم کا وصحابہ کرام وتابعین رضی اللہ عنہم اجمعین کا تھا۔وہ مدعی نبوتِ تشریعی نہیں۔ سرور کائنات کے ختم نبوت سے انکاری نہیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہی کے اتباع کو اپنا فخر سمجھتے ہیں اور انہی کی غلامی کا دم بھرتے ہیں پھر یہ کفر کہاں سے آ گیا۔کوئی صاحب یہ معمہ حل کر دیوے تو بڑی ہی مہربانی ہو۔افسوس دنیا میں انصاف نہیں ہے۔ مگر مَیں اوروں کو تو بعد میں کہوں گا پہلے مَیں خود ایسا تھا۔مگر للہ الحمد مجھ میں اللہ تعالیٰ نے تحقیق کا مادہ ایسا رکھا ہے کہ جب تک خوب چھان بین نہیں کر لیتا یکا یک کوئی حکم قائم نہیں کرتا۔ اگر چہ مَیں مخالف ضرور رہتا مگر نہ ایسا کہ خواہ مخواہ کوئی حکم

لگاتا۔ چنانچہ اس کا انجام یہ ہوا کہ آج سے چوبیس پچیس روز پہلے مَیں مخالفین کے گروہ میں تھا اور آج اپنے آپ کو ایک جاں نثار غلام وخادم سمجھتا ہوں۔ اور اس پر مجھ کو فخر اور ناز ہے۔ یہ کس چیز کی برکت ہے؟ تحقیق کی فقط۔ مَیں آج بیس روز سے حضرت اقدس علیہ السلام کی تصانیف لطیفہ کا مطالعہ کر رہا ہوں اور بڑی کوشش اور جانفشانی سے دیکھتا ہوں اور شب و روز اسی میں مستغرق رہتا ہوں کہ کوئی بات تو ایسی نظر پڑے جس سے شبہ ہی کسی قسم کا وارد ہو سکے مگر اس وقت تک ایسی کوئی بات نظر نہ آئی۔ آخر کو میں نے یہ سمجھ لیا کہ یا تو مخالفین کو خدا نے عقل سے بے بہرہ کیا ہے اور یا مجھے وہ باتیں نظر نہیں آئیں جن کی وجہ سے تکفیر کی جاتی ہے...... اے لوگو خدا سے ڈرو قیامت آنے والی ہے خدا کو کیا جواب دوگے۔ دیکھو کہ اگر بالفرض حضرت اقدس نے جو دعویٰ کیا ہے وہ غلط ہی ہے تو ہم کو یہ بتاؤ کہ ان سے بیعت کرنے کا قیامت میں ہم پر کیا وبال پڑے گا۔ کیونکہ وہ شرک کی تعلیم نہیں کرتے خدانخواستہ راہ ضلال نہیں بتاتے پھر ہمارا کیا نقصان ہوا ان کو ماننے سے۔ اور اگر وہ اپنے دعویٰ میں سچے نکلے تو بتاؤ قیامت میں دست حسرت کون ملے گا۔ بہر حال درصورت صدقِ دعویٰ ہمارے پانچوں بلکہ دسوں گھی شکر میں، و درصورت کذب ہمارا گرہ سے کیا خرچ ہوا؟ کچھ بھی نہیں ......اب بتاؤ کون اچھا؟ ہم یا تم؟ انصاف سے کام لینا چاہئے۔ دیکھو اللہ تعالیٰ جو کچھ فرماتا ہے اپنے پاک کلام میں وہ فرمان مثال و نظیر ہمارے لئے ہوتا ہے۔ دیکھو مومنِ آلِ فرعون کا قصہ خدا نے بیان فرمایا وہ کیوں؟ ہمارے لئے دیکھو کیا فرماتا ہے؟ وَقَالَ رَجُلٌ مُّؤْمِنٌ مِّنْ اٰلِ فِرْعَوْنَ یَکْتُمُ اِیْمَانَہٗٓ اَتَقْتُلُوْنَ رَجُلًا اَنْ یَّقُوْلَ رَبِّیَ اللّٰہُ وَقَدْ جَآءَکُمْ بِالْبَیِّنٰتِ مِنْ رَّبِّکُمْ۔ وَاِنْ یَّکُ کَاذِباً فَعَلَیْہِ کَذِبُہٗ وَاِنْ یَّکُ صَادِقاً یُّصِبْکُمْ بَعْضُ الَّذِیْ یَعِدُکُمْ (المومن:29) یہ تعلیم خداوندی ہے۔ کیوں نہ ہم بھی ایسا کہیں اور کریں۔ اگر اس میں کوئی نقص ہو تو ہم کو بتاؤ ورنہ تم ہمارا کہا مان جاؤ۔“

حیاتِ مسیح کا ردّ

”اب ہم ایک معیار اور بتاتے ہیں۔ دیکھو ان کی تعلیم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تعلیم سے ملا کر دیکھو اگر ایک ہے تو پھر ماننے میں کیا عذر ہے۔ اگر اس کے خلاف ہے تو بے شک پھینک دو۔ بلکہ ہم کو بھی وہ مخالفت بتادو تو ہم بھی سے اس سے رجوع کریں۔ مجھے ایک زمانہ تک حیات وفات مسیح کے متعلق بڑا اشتباہ رہا مگر غور کیا تو معلوم ہوا کہ کچھ بھی نہیں۔ اور واقعی قرآن شریف میں کوئی آیت ایسی نہیں جس سے حیات مسیح علیہ السلام ثابت ہو سکے۔ جس قدر آیتیں ہیں ان سے صرف یہ ثابت ہوتا ہے کہ یہود کا جو دعویٰ ہے کہ ان کو صلیب دی گئی تھی غلط ہے۔ بلکہ اپنی طبعی موت سے مرے۔ مثلاً آیت کریمہ اِنِّیْ مُتَوَفِّیْکَ وَرَافِعُکَ اِلَیَّ وَمُطَهِّرُکَ مِنَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا وَجَاعِلُ الَّذِیْنَ اتَّبَعُوْکَ فَوْقَ الَّذِیْنَ کَفَرُوْا اِلٰی یَوْمِ الْقِیَامَۃِ (آل عمران: 56) اس میں ایک تو توفی ہے ایک رفع الی اللہ ہے ایک تطہیر ہے ایک متبعین کو مخالفین پر غالب کرنا ہے۔ ہر ایک ان میں سے واقع ہو گیا اور جس ترتیب سے یکے بعد دیگرے لفظاً واقع ہیں اس طرح سے یکے بعد دیگرے ظہور میں آئے۔ پہلے توفی ہوئے پھر رفع ہوا پھر تطہیر ہوئی اور پھر آپ کے متبعین کو بھی غلبہ ہو گیا۔ اب بتائیے کہ وہ تشریف لاویں گے کیوں، اور کیا ضرورت باقی رہی ہے؟

دوسری آیت فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ کُنْتَ اَنْتَ الرَّقِیْبَ عَلَیْهِمْ (المائدہ:118) یہ صاف ظاہر ہے کہ قیامت سے تعلق رکھتی اور یہاں وفات کے معنے موت ہی کے ہیں۔ پر دوسری آیت میں توفی بمعنی رفع مع الجسم العنصری کیسے ہو جاوے گا۔

تیسری آیت وَمَا قَتَلُوْهُ یَقِیْنًا۔ بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَیْهِ (النساء: 159) ہے۔ اس میں صاف ظاہر ہے کہ موت کی نفی نہیں کی گی ہے بلکہ اس بات کی نفی کی گئی ہے کہ وہ قتل نہیں کئے گئے۔

رہی آیت وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ اِلَّا لَیُؤْمِنَنَّ بِهٖ قَبْلَ مَوْتِهٖ۔ وَیَوْمَ الْقِیٰمَةِ یَکُوْنُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا (النساء: 160) اس آیت میں ضمیر حضرت مسیح کی طرف عائد ہونے میں کلام ہے۔ کسی نے قرآن کی طرف راجع کیا ہے، کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف، کسی نے حضرت مسیح کی طرف۔ اکثر مفسرین نے اسی ضمیر کے مرجع میں اختلاف کیا ہے۔ پھر ہم کیونکر خواہ مخواہ حضرت مسیح کو ہی مرجع ضمیر ٹھہرا لیویں۔ اور کم از کم جب مفسرین کا اختلاف ہو گیا تو کسی صورت سے صحیح نہیں رہا۔ کیونکہ اِذَا جَاءَ الْاِحْتِمَالُ بَطَلَ الْاِسْتِدْلَالُ۔ اور پھر مہربانی فرما کر کوئی شخص ہم کو اس آیت کے معنے ہی ذرا سمجھا دیویں کہ وَاِنْ مِّنْ اَهْلِ الْکِتٰبِ سے کیا مراد ہے؟ آیا کہ دنیا میں جب سے اہل کتاب کا وجود آیا ہے قیامت تک جس قدر ہوئے اور رہوویں گے ان کی موت سے قبل تو یہ یقیناً باطل ہے۔ کیونکہ کروڑوں اہل کتاب مرگئے بے ایمان لائے ہوئے، اور مرتے چلے جاتے ہیں۔ اب یہ کہو کہ ان کے نزول من السماء کے وقت جس قدر اہل کتاب روئے زمیں پر موجود ہوویں گے سب آپ پر ایمان لاویں گے۔ تو یہی محال ہے کیونکہ تمام روئے زمین کے اہل کتاب محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر تو ایمان لائے نہیں حضرت مسیح پر کیسے ایمان لے آویں گے۔ نیز خدا تعالیٰ کا یہ فرمانا کہ فَاَغْرَیْنَا بَیْنَهُمُ الْعَدَاوَةَ وَالْبَغْضَآءَ اِلٰی یَوْمِ الْقِیٰمَةِ (المائدہ:15) صاف بتلا رہا ہے کہ کافروں کے فرقے قیامت تک رہیں گے۔ اگر آیت ممدوحہ بالا کے یہ معنے کئے جاویں کہ سب حضرت عیسیٰ پر ایمان لے آویں گے تو اس سے قرآن شریف کے بیان میں اختلاف لازم آتا ہے۔ گویا وہ کسی جگہ کچھ کہتا ہے او ردوسری جگہ اس کے مخالف بیان فرمات ہے۔...... ہم یہ دیکھ چکے ہیں کہ یہود نے ٹھوکر کھائی۔ اور ان کی کتاب میں جبکہ یہ لکھا ہے کہ مسیح اس وقت آوے گا جب ایلیا آسمان سے دوبارہ آئیگا۔ ایلیا نہیں آیا لہذا وہ مسیح کو بھی نہیں مانتے کیونکہ وہاں تو ایلیا کا مثیل آیا۔ اور کتاب میں نفس ایلیا لکھا تھا۔ تو ہم کہتے ہیں جب ہمارے پاس ایک یہ نظیر بھی موجود ہے تو کیا وجہ ہے کہ ہم ان کی طرح مسیح کے آسمان سے نازل ہونے کے منتظر رہیں۔ اور وقت ہاتھ سے جاتا رہے، کفِ افسوس ملنے کے سوا اور کچھ بھی نہ آوے۔ ہماری سمجھ میں تو یہ آتا ہے۔ اور بنظر خیر خواہی ہم لوگوں کے لئے یہ لکھتے ہیں کہ: فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر۔ مجھے تو امید ہے کہ جو شخص میری اس تحریر کو بنظر انصاف دیکھے گا وہ ضرور انشاء اللہ اس سے فائدہ اٹھاوے گا۔ ویسے رہی ہٹ دھرمی اور ضد تو اسکا علاج کوئی نہیں۔ اسکا علاج خدا کرے۔ اور جب یہ شخص کہتا ہے کہ میں خدا کی طرف سے معمور ہوں، کھلے نشان اپنے ساتھ رکھتا ہوں چنانچہ کسوف وخسوف جس کو تمام دنیا نے دیکھا اور جس کا منتظر ایک جہان تھا وہ بھی وقوع میں آگیا، پھر اس کے ماننے میں کیا تأمل ہو سکتا ہے۔“

نشان مانگنا صدیقیت کے خلاف ہے

”اور ہم تو یہ کہتے ہیں کہ ہم کو نشانوں کی حاجت کیا ہے۔ حضرت صدیق اکبر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کونسا نشان طلب کیا تھا۔ اور واقعی صدیقیت اسی سے تو عبارت ہے کہ بے کسی نشان و معجزہ کے دیکھے ایمان لے آئے ورنہ ان میں اور دوسروں میں جو نشان یا معجزہ دیکھ کر ایمان لائے فرق ہی کیا رہتا۔ ہمارا تو یہ خیال ہے کہ ہم نے خدا کے اس مأمور کو بدوں کسی نشان طلب کرنے اور دیکھنے کے مانا اور قبول کیا اور ہم امید کرتے ہیں کہ ہم کو خدا بھی قبول کرے گا اور ضرور کرے گا۔ انشاء اللہ تعالیٰ اور واقعی نشان طلب کرنا تو میرے خیال میں ضعفِ یقین کی دلیل ہے کیونکہ حق تو اپنے ساتھ ایک ایسی روشنی رکھتا ہے جس کا اثر فوراً قلب پر پڑتا ہے بشرطیکہ ذرا سی بھی صلاحیت وقابلیت ہو ورنہ وہ فِیْ قُلُوْبِهِمْ مَّرَضٌ فَزَادَهُمُ اللّٰهُ مَرَضًا (البقرة: 11) والا مضمون ہو جاتا ہے۔ نہ کوئی نشان فائدہ دیتا ہے نہ کوئی معجزہ۔ جیسا کہ ابوجہل وغیرہ میں مشاہد ہے۔ وقس علیٰ هذا۔ اَللّٰهُمَّ اَرِنَا الْحَقَّ حَقًّا وَارْزُقْنَا اتِّبَاعَهٗ وَاَرِنَا الْبَاطِلَ بَاطِلاً وَارْزُقْنَا اجْتِنَابَه۔ اور ہم کو تو زیادہ اس بات کا خیال ہے کہ...... یَا حَسْرَةً عَلٰی مَا فَرَّطْتُ فِیْ جَنْبِ اللّٰهِ نہ کہنا پڑے۔ ہائے افسوس وہ پیر جو اپنے مریدوں کو سوائے شرک کے اور کچھ تعلیم نہ دیں، دنیا کے کئی قبر پرست گدا یا غوث یا قطب یا اللہ کے بدلے پکارنے والے حلال کو حرام اور حرام کو حلال قرار دینے والے تو لوگوں سے بیعت لیویں اور لوگوں کو بھی ان سے بیعت کرنے میں کوئی تأمل نہ ہو۔ اور ایک ایسا شخص جو اپنے آپ کو مأمور من اللہ بھی کہتا ہے اور تعلیم بھی وہی دیتا ہے جو محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم دیتے تھے اس سے انکار ہو۔ اور اس پر کفر کے فتوے دیئے جائیں۔ لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّةَ اِلَّا بِاللّٰهِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ۔ اب مَیں اس رسالہ کو اس آیت پر ختم کرتا ہوں، شاید اس سے کسی کو کوئی فائدہ پہنچ جاوے۔ اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْمِ۔ فَسَتَذْکُرُوْنَ مَآ اَقُوْلُ لَکُمْ وَاُفَوِّضُ اَمْرِیْٓ اِلَی اللّٰهِ وَاللّٰهُ بَصِیْرٌ بِالْعِبَادِ (المومن:45)۔ قریب ہے کہ تم میرا کہا یاد کرو گے اور میں اپنے کام خدا کے سپرد کرتا ہوں وہ سب کے حال سے خوب آگاہ ہے۔ سُبْحَانَ رَبِّکَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا یَصِفُوْنَ۔ والسلام علی المرسلین والحمد للّٰه رب العالمین ۔ حرّره الراجی عفوَ التوّاب أحمد رشید نواب الأحمدی کان اللّٰه له۔ وذلک فی 4 من شهر ربیع الأول 1324 مِن هجرة مَن له العزّ والشرف بقریة قادیان من أقطار پنجاب ضلع گورداسپور۔ فقط۔“

(باقی آئندہ)

ھیو مینٹی فرسٹ یوگنڈا
Construction Of Main Campus

(ندیم احمد سعید - چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ یوگنڈا)

21/اپریل 2011ء کا دن ہیومینٹی فرسٹ یوگنڈا کے لئے خصوصی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس دن ہیومینٹی فرسٹ یوگنڈا کے Main Campus کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ یہ تین سالہ منصوبہ ہے جو کہ بڈاکا (Budaka) ڈسٹرکٹ میں شروع کیا گیا ہے۔ یہ جگہ امبالے (Mbale) شہر سے 27 کلومیٹر دور امبالے۔ کمپالا ہائی وے پر واقع ہے۔ یہ جگہ جو کہ آٹھ ایکڑ پر مشتمل ہے یوگنڈا کی گورنمٹ نے ہیومینٹی فرسٹ یوگنڈا کو ترقیاتی کاموں کے لئے دی ہے۔ اس جگہ کو ہیومینٹی فرسٹ یوگنڈا کے نیشنل ہیڈکوارٹر کے طور پر بھی چنا گیا ہے۔

اس تین سالہ منصوبہ میں ہیومینٹی فرسٹ کا دفتر، سلائی سنٹر، پبلک لائبریری، پبلک سائنس لیبارٹری، ایگریکلچر فارم ہاؤس، ڈسپنسری، گیسٹ ہاؤس، warehouse، بچوں کے لئے پارک، فٹبال، والی بال، اور نیٹ بال گراؤنڈز شامل ہیں۔

اس پراجیکٹ کا مقصد کمیونٹی کو بنیادی سہولیات کی فراہمی اور اس کی ڈیویلپمنٹ ہے۔

21/اپریل 2011ء کو سنگ بنیاد کی تقریب کا انعقاد کیا گیا۔ جس کے مہمان خصوصی مکرم عنایت اللہ زاہد صاحب امیر ومشنری انچارج یوگنڈا تھے۔ اس تقریب میں لوکل گورنمنٹ کے نمائندوں کے علاوہ علاقہ کے دوسرے معززین شامل تھے۔ اس کے علاوہ طلبا وطالبات اور ان کے والدین بھی بڑی تعداد میں شامل تھے۔

یاد رہے کہ ہیومینٹی فرسٹ پہلے سے ہی اس ٹاؤن میں انفار میشن ٹیکنالوجی سینٹر گزشتہ چار سال سے اور سلائی سنٹر گزشتہ ایک سال سے چلا رہی ہے جو کہ کرائے کی بلڈنگ میں ہیں۔ ان میں سو سے زائد طلباء زیر تعلیم ہیں اور سات سو سے زائد طلباء کمپیوٹر کے کورسز مکمل کر چکے ہیں۔

تقریب کا آغاز دعا سے ہوا پھر لوکل لیڈرز نے مختصر خطابات کئے اور ہیومینٹی فرسٹ کے اس اقدام کو علاقہ کے لئے بہت بڑی مدد اور ترقی قرار دیا اور اپنے لوگوں کی طرف سے شکریہ ادا کیا۔ چیئرمین ہیومینٹی فرسٹ یوگنڈا نے اپنے خطاب میں ہیومینٹی فرسٹ کے ان پراجیکٹس کا ذکر کیا جو پورے یوگنڈا میں جاری ہیں اور مستقبل قریب میں آنے والے منصوبوں کے بارہ میں آگاہ کیا۔ مہمان خصوصی نے اپنے خطاب میں ہیومینٹی فرسٹ کے یوگنڈا کی تعمیر وترقی میں عملی کردار پر روشنی ڈالی اور ان خدمات کو مستقبل میں اور زیادہ پھیلانے پر زور دیا۔ اور علاقہ کے لوگوں کا ہیومینٹی فرسٹ کے ساتھ تعاون پر شکریہ ادا کیا۔ اس کے بعد I.T بلاک کا سنگ بنیاد رکھا گیا۔ جن میں مہمان خصوصی کے علاوہ علاقہ کے معززین نے بھی حصہ لیا۔

تقریب کے اختتام پر سلائی سنٹر کی ان طالبات کو جنہوں نے اپنا کورس مکمل کر لیا تھا ہیومینٹی فرسٹ کی طرف سے نئی سلائی مشینیں بھی دی گئیں تا کہ وہ واپس اپنے گھروں میں جا کر اپنے اس ہنر کو عملی جامہ پہنا سکیں اور اپنے خاندانوں کی معاشی مدد کر سکیں۔ اس تقریب میں لوکل اخبار، t.v اور ریڈیوز کے نمائندوں نے بھی شرکت کی اور اس پروگرام کو بھرپور کوریج دی۔

خاکسار ان سب احباب وممالک کا بہت ممنون ہے جو اس پراجیکٹ کو سپورٹ کر رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ سب کو جزا دے اور دکھی انسانیت کی مدد کرنے کی توفیق بخشے۔ آمین

خطبہ جمعہ

جب اس جماعت کے افراد کو نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ کے اور اُس کے رسول کے حوالے سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ خاص طور پر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کرنی چاہئے، کیونکہ اس کے بغیر ہم میں اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں ہے کہ ہم ایک ہاتھ کے تحت اُٹھنے اور بیٹھنے والے ہیں اور نصیحتوں کو سُن کر اُن پر توجہ دینے والے ہیں۔ اللہ کرے کہ اس خطبہ میں کی گئی باتوں پر بھی آپ عمل کرنے والے ہوں اور اس جلسہ میں جو میری طرف سے یا دوسرے مقررین کی طرف سے علمی، روحانی اور تربیتی مضامین بیان ہوں اُن کو سُن کر یہاں بھی اور بعد میں بھی اپنے گھروں میں جا کر عمل کرنے والے ہوں۔

احادیث نبویہ، حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کے ارشادات۔ آپ کے اور آپ کے صحابہ کے عملی نمونوں کے حوالہ سے

جلسہ سالانہ پر آنے والے مہمانوں کو خصوصی نصائح۔ کارکنان اور انتظامیہ کے لئے اہم ہدایات

خطبہ جمعہ سیدنا امیر المومنین حضرت مرزا مسرور احمد خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز فرمودہ مورخہ 22 /جولائی 2011ء بمطابق 22 /وفا 1390 ہجری شمسی بمقام حدیقۃ المہدی۔ آلٹن۔ ہمپشائر

(خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ الفضل اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے)

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيکَ لَهٗ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَ رَسُوْلُهٗ

أَمَّا بَعْدُ فَأَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ- بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

اَلْحَمْدُلِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ۔ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ۔ مٰلِکِ يَوْمِ الدِّيْنِ اِيَّا کَ نَعْبُدُ وَ اِيَّاکَ نَسْتَعِيْنُ۔

اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ۔ صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِالْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَاالضَّآلِّيْنَ ۔

گزشتہ جمعہ میں مَیں نے میزبانوں اور ڈیوٹی کے کارکنوں کو اس طرف توجہ دلائی تھی کہ جلسہ سالانہ پر آئے ہوئے مہمانوں کی عزت و احترام کے ساتھ مہمان نوازی ایک حقیقی مومن کا وصف ہے۔ اور جلسے کے ان دنوں میں اس اعلیٰ خُلق کا اظہار ہر کارکن کے عمل اور روّیہ سے ہونا چاہئے، چاہے وہ کسی بھی شعبے میں کام کر رہا ہو۔ آج پھر چند باتیں اسی حوالے سے کروں گا، لیکن آج مہمانوں کی ذمہ داری اور ایک مومن کو کیسا مہمان ہونا چاہئے؟ اس کا بھی ساتھ ذکر ہو گا۔ اِسی طرح جیسا کہ میرا طریق ہے عموماً جلسے کے حوالے سے بعض انتظامی ہدایات بھی دی جاتی ہیں سو اِن کی بھی یاددہانی کروائی جائے گی۔ یہ بہت ضروری ہے۔ گو یہ ہدایات جلسہ سالانہ کے پروگرام میں چھپی ہوئی ہوتی ہیں لیکن تجربہ یہی ہے کہ اِن کے پڑھنے کی طرف لوگ کم توجہ دیتے ہیں یا اس کو اتنا اہم نہیں سمجھتے۔ ویسے بھی یاددہانی فائدہ مند چیز ہے اور اللہ تعالیٰ تو فرماتا ہے کہ مومنوں کو نصیحت جو اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے احکامات کے تحت کی جاتی ہے وہ یقیناً اُن کے لئے نفع رساں ہے اُن کو فائدہ پہنچانے والی ہے اور جماعت احمدیہ کی یہ بھی خوبی ہے کہ یہ وہ جماعت ہے جس نے اس زمانہ کے امام اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عاشقِ صادق کو مانا ہے، جس کی بنیاد ہی اللہ تعالیٰ اور اُس کے رسول کے حکم کی تعمیل میں ہے، یا اس کی بنیاد ہی اللہ تعالیٰ کے اور اُس کے رسول کے حکم کے ماتحت ڈالی گئی ہے۔ اور پھر آپ ہی وہ جماعت ہیں جس کو آج دنیا میں یہ اعزاز بھی حاصل ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے بعد اللہ تعالیٰ کی طرف سے قائم کردہ نظامِ خلافت سے وابستہ ہیں۔ پس جب اس جماعت کے افراد کو نصیحت کی جاتی ہے اور اللہ کے اور اُس کے رسول کے حوالے سے نصیحت کی جاتی ہے تو وہ خاص طور پر اس پر عمل کرنے کی کوشش کرتے ہیں اور کرنی چاہئے کیونکہ اس کے بغیر ہم میں اور دوسروں میں کوئی فرق نہیں ہے کہ ہم ایک ہاتھ کے تحت اُٹھنے اور بیٹھنے والے ہیں اور نصیحتوں کو سُن کر اُن پر توجہ دینے والے ہیں۔ اللہ کرے کہ اس خطبہ میں کی گئی باتوں پر بھی آپ عمل کرنے والے ہوں اور اس جلسے میں جو میری طرف سے یا دوسرے مقررین کی طرف سے علمی، روحانی اور تربیتی مضامین بیان ہوں اُن کو سُن کر یہاں بھی اور بعد میں بھی اپنے گھروں میں جا کر عمل کرنے والے ہوں۔

گزشتہ جمعہ میں مَیں نے ایک حدیث کے حوالہ سے میزبانوں اور کارکنوں کو بتایا تھا کہ ایک مومن جو اللہ اور آخرت پر ایمان رکھتا ہے اُس کا یہ فرض ہے کہ اپنے مہمان کی تکریم کرے، عزت اور احترام کرے اور عمومی مہمان نوازی تین دن رات تک ہے۔ گو بعض حالات میں اس سے بھی زیادہ مہمان نوازی ہو سکتی ہے اور ہوتی رہی ہے لیکن یہاں تین دن رات کہہ کر مہمانوں کو بھی توجہ دلائی گئی ہے کہ بیشک میزبان کا کام ہے کہ عزت و تکریم کے ساتھ اپنے مہمان کی مہمان نوازی کرے اور یہ اُس مہمان کا جائز حق ہے، لیکن مہمان کو بھی اپنی حدود کا خیال رکھنا چاہئے۔ اگر حدود سے زیادہ چاہو گے تو پھر بعض اوقات میزبانوں کی طبیعتوں میں بے چینی بھی پیدا ہو سکتی ہے۔ اس لئے اس حدیث میں آگے یہ بھی بیان فرمایا گیا ہے اور یہ کہہ کر مہمان کی غیرت کو بھی اُبھارا گیا ہے کہ اس سے زیادہ مہمان نوازی کروانا صدقہ ہے۔ اور کوئی صاحبِ حیثیت یا باغیرت اور عزت والا شخص صدقہ کھانا پسند نہیں کرتا۔ پھر اس حدیث میں یہ بھی فرمایا کہ یہ جائز نہیں کہ مہمان اتنا عرصہ مہمان نواز کے پاس رہے، میزبان کے پاس رہے کہ اُس کو تکلیف میں ڈال دے۔

(بخاری کتاب الادب باب اکرام الضیف وخدمتہ ایاہ بنفسہ حدیث نمبر 6135)

ظاہر ہے جب تکلیف میں ڈالا جائے گا تو طبیعتوں میں بے چینی پیدا ہو گی اور ہوتی ہے۔ ہر ایک کے اپنے اپنے حالات اور مصروفیات ہیں۔ جماعتی نظام ہے تو اس کے بھی اپنے بعض مسائل ہیں۔ اس لئے مہمان نوازی ایسا خُلق ہے جو عزت و تکریم کا احساس پیدا کرنے کے لئے ہے، آپس میں محبت پیدا کرنے کے لئے ہے، پیار و محبت کے جذبات پیدا کرنے کے لئے ہے۔ جب تکلیف پہنچانی شروع کی جائے پھر اس میں بال آنے شروع ہو جاتے ہیں۔

جماعتی طور پر اجتماعی قیام گاہوں میں چاہے وہ مسجد کے ہالوں میں ہیں یا متفرق جگہوں پر ہیں ایک محدود وقت تک ٹھہرایا جا سکتا ہے۔ اُس کے بعد حکومتی کارندوں کی بھی نظر ہوتی ہے کہ وہاں رہائش کا جو بھی انتظام ہے، اُس کے اندر رہتے ہوئے، شرائط پوری کرتے ہوئے انتظام ہو رہا ہے کہ نہیں۔ اس لئے خاص طور پر یورپ سے باہر سے آئے ہوئے مہمان اس بات کا خیال رکھیں کہ یہاں جماعتی قیامگاہیں بھی ایک محدود وقت تک کے لئے استعمال ہو سکتی ہیں۔ اس لئے اگر زیادہ ٹھہرنا ہے تو پھر اپنا کوئی اور بندوبست کریں۔ لیکن اَور دوسرے بندوبست میں بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد کو سامنے رکھیں کہ میزبان کو تکلیف میں نہ ڈالو۔ ہر بات کی تفصیل بیان کرنا یہ اسلام کا ہی خاصّہ ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بظاہر معمولی باتوں کو بھی سامنے رکھ کر ہماری ہر طرح سے تربیت فرمائی ہے۔ پس ایک حقیقی مومن کا کام ہے کہ اُن کی پاسداری کرے۔ اِن بظاہر چھوٹی سے چھوٹی باتوں کا بھی خیال رکھنے سے بڑی نیکیوں کی طرف بھی توجہ پیدا ہوتی ہے اور توفیق ملتی ہے اور ایک پیار اور محبت کرنے والا ایک دوسرے کے جذبات کا احساس کرنے والا معاشرہ قائم ہوتا ہے۔ اور یہی ایک بہت بڑا مقصد حضرت مسیح موعود علیہ الصلوۃ والسلام نے جلسے کے مقاصد میں سے ہمیں بتایا ہے کہ ایک پیار، محبت اور اخوت کا رشتہ قائم ہو اور معاشرہ قائم ہو۔

(ماخوذ از آسمانی فیصلہ روحانی خزائن جلد نمبر 4 صفحہ 352)

ہمیں ہمیشہ یاد رکھنا چاہئے کہ اس حسین معاشرے کی بنیاد جو اسلام قائم کرنا چاہتا ہے اللہ اور رسول کی اطاعت اور اُوْلُوْ الْاَمْر کی اطاعت میں ہے۔ پس جتنے جتنے اطاعت کے معیار ہوں گے، یا بلند ہوتے چلے جائیں گے اُتنی ہی باتوں کو سننے اور عمل کرنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی چلی جائے گی۔ پس ہر آنے والے کو یاد رکھنا چاہئے کہ ہم نے اطاعت کے معیار بھی بلند کرنے ہیں اور اس کے لئے کوشش بھی کرنی ہے تا کہ ہمارے

پاؤں، ہمارے قدم پیچھے کی طرف نہ پھسلنے شروع ہو جائیں، تا کہ ہم جلسے کے فیض سے فیضیاب ہو سکیں۔

بعض لوگ یہاں آتے ہیں اور کہتے ہیں کہ یہاں جو دو ہفتے کا یا تین ہفتے کا جماعتی انتظام ہے اُس کے مطابق ہی ہم ٹھہریں گے اور پھر اگر زیادہ ٹھہرنا ہوا تو اپنا انتظام کر لیں گے۔ لیکن عملاً بعض لوگ کئی کئی مہینے ٹھہرتے ہیں، انتظامیہ بھی تنگ آ جاتی ہے۔ پھر اگر جماعتی پروگراموں کی وجہ سے اُن جگہوں کی ضرورت ہو، اُن جگہوں سے اِن مہمانوں کو اِدھر اُدھر کیا جائے تو اعتراض بھی کرتے ہیں، میرے پاس بھی بعض شکایتیں آتی ہیں۔ تو ایسے لوگوں سے بھی میں درخواست کروں گا کہ ایک تو جو زبان دی ہے، جو وعدہ کیا ہے اُسے پورا کریں، دوسرے اطاعتِ نظام کا خیال رکھیں۔ ہر چھوٹی سے چھوٹی بات میں بھی اطاعت انسان کو نیکیوں کی توفیق دیتی ہے۔ اگر ان چھوٹی چھوٹی باتوں کی اہمیت نہ ہوتی، معاشرے پر اس کا اثر نہ پڑ رہا ہوتا، انسان کے اخلاق پر اس کا اثر نہ پڑ رہا ہوتا، تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کبھی ہمیں ان باتوں کی طرف اتنی توجہ نہ دلواتے۔

محدود وقت کے لئے مہمان نوازی کا ایک حدیث میں جہاں ذکر آتا ہے، اس کی مزید وضاحت بھی ہوتی ہے۔ یہ صحیح مسلم کی حدیث ہے جو ابی شریح خذاعی سے روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مہمان نوازی تین دن تک ہے اور اس کی خصوصی خاطر داری ایک دن اور رات ہے۔ مسلمان کے لئے جائز نہیں کہ وہ اپنے بھائی کے پاس اتنا ٹھہرے کہ اُسے گناہگار کر دے۔ صحابہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم وہ اُسے گناہ میں کیسے مبتلا کرے گا۔ آپؐ نے فرمایا وہ اُس کے پاس اتنا ٹھہرا رہے کہ اُس کے پاس کچھ نہ ہو جس سے وہ اُس کی ضیافت کر سکے۔

(صحیح مسلم کتاب اللقطۃ باب الضیافۃ و نحوھا حدیث نمبر 4514)

اب اگر میزبان ضیافت نہیں کر رہا، مہمان نوازی کا حق ادا نہیں کر رہا، چاہے وہ کسی مجبوری کی وجہ سے ہی ہو تو میزبان گناہگار بن رہا ہے اور پھر بات یہیں نہیں رُکتی۔ جیسا کہ پہلی حدیث میں ذکر ہو چکا ہے کہ میزبان کو تکلیف میں نہ ڈالو۔ اب میزبان اپنے اعلیٰ اخلاق کی وجہ سے قرض لے کر بھی مہمان نوازی کرتا ہے اور اپنے آپ کو تکلیف میں ڈالتا ہے۔ پھر اگر وعدے کے مطابق قرض دینے والے کا قرض نہیں چکاتا تو پھر گناہگار بنتا ہے۔ پھر بعض دفعہ لمبی مہمان نوازی ہے، میزبان یا اُس کے گھر والے بھی، گھر میں سے کسی بھی فرد میں اس وجہ سے چڑ چڑا پن پیدا ہو جاتا ہے کہ مہمان ہمارے گھر بیٹھا ہوا ہے، جاتا نہیں۔ چاہے غیب میں ہی سہی وہ مہمان کو کوسنے لگ جائے، بُرا بھلا کہہ دے تو پھر گناہ میں مبتلا ہو جاتا ہے۔ پھر یہ ہے کہ اس سے مہمان کی عزت و تکریم نہیں رہتی۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ضیافت نہ کر کے گناہگار ہونے کا ہی فرمایا ہے لیکن اگر اس کی جزئیات میں جائیں تو پتہ چلتا ہے کہ اسی ایک لفظ میں بہت سی نصائح آپ نے فرما دیں۔

پھر ایک اور رنگ میں میزبان کو بھی توجہ دلا دی کہ تم مہمان کا جائز حق نہ دے کر اس فعل کو معمولی نہ سمجھو۔ اگر یہ فرض ادا نہیں کرو گے تو گناہگار بن جاؤ گے، تمہارا اللہ اور یومِ آخرت پر ایمان بھی ختم ہو جائے گا۔ لیکن مہمان کو فرمایا کہ پھر اس صورت میں تمہارا بھی اپنے میزبان کو گناہگار بنانے میں حصہ ہو گا۔ اس لئے تم بھی پوچھے جاؤ گے۔ تو دیکھیں بظاہر ایک چھوٹی سی بات ہے جو کہاں سے کہاں تک پہنچ جاتی ہے۔ اگر ہر ایک اپنے اپنے حق ادا کرے تو پھر نہ تو وہ میزبان گناہگار بنتا ہے اور نہ ہی مہمان گناہگار بننے والا یا بنانے والا بنتا ہے۔

اللہ تعالیٰ کا جماعت پر یہ بڑا فضل ہے کہ 99.99 فیصد لوگ بات سنتے ہیں، ہدایات سنتے ہیں تو اِس پر عمل کرنے کی بھی کوشش کرتے ہیں۔ چند ایک ایسے ہوتے ہیں جو ہٹ دھرمی دکھاتے ہیں۔ پس ایسے لوگوں کو بھی چاہئے کہ اعلیٰ اخلاق کا نمونہ دکھائیں اور جماعت کا جو حسن ہے اُس کو اور نکھارنے کی کوشش کریں۔ اگر ایسے لوگوں کو نصیحت کی جاتی ہے تو یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ کیا ضرورت ہے کہ معمولی لوگوں کی بات کو اتنا اُبھار کر پیش کیا جائے۔ یہ جو چند ایک لوگ ہیں، اِن کو جو نصائح کی جاتی ہیں وہ بھی فائدہ مند ہو جاتی ہیں۔ اس لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کو جو نصائح فرمائیں تو مجموعی طور پر صحابہ کے عمل کو دیکھ کر نہیں فرمائی تھیں بلکہ کسی ایک آدھ کے عمل کو دیکھ کر ہی فرمائی ہوں گی۔ صحابہ میں سے اکثریت نیکی اور تقویٰ کے اعلیٰ معیاروں پر پہنچی ہوئی تھی، بلکہ مہاجرین جب ہجرت کر کے مدینہ میں آئے ہیں تو ایک لمبا عرصہ انصار نے اُن کی ایسی خدمت کی جس کی مثال ہی نہیں ملتی۔ بے شک یہ کہا جاتا ہے کہ وہ تو بھائی بھائی بن گئے تھے۔ مؤاخات پیدا ہو گئی تھی اور گھر کے فرد کی طرح تھے، لیکن انصار کے رویّے باوجود اس کے کہ وہ مہاجر مستقل حیثیت سے ہی رہنے لگ گئے تھے اور ایک رشتہ بھی قائم ہو گیا وہ اُن کے ساتھ مہمانوں والا سلوک ہی کرتے تھے۔ اکثر اپنے سے بہتر خوراک وغیرہ کا انتظام اپنے مہاجر بھائیوں کے لئے کرتے تھے۔ لیکن اُدھر مہاجروں کا بھی ایک رویّہ تھا۔ اُن میں ایسے تھے جو کہتے تھے کہ ہماری مہمان نوازی اس طرح نہ کرو۔ ہمیں اپنے حقوق میں سے اس طرح نہ دو۔ تم ہمیں بازار کا رستہ بتا دو تا کہ ہم اپنے پاؤں پر کھڑے ہو ویں اور خود کمائیں۔

(ماخوذ از اسد الغابۃ فی معرفۃ الصحابۃ جلد 3 ذکر ''عبدالرحمٰن بن عوف'' صفحہ 377 دارالفکر بیروت 2003ء)

سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود اس کے کہ آپ کے صحابہ کی اکثریت نیکیوں پر قائم رہنے والی اور ہر بات کا خیال رکھنے والی تھی پھر بھی نصیحت فرماتے ہیں۔ اس لئے یہ نہیں سمجھنا چاہئے کہ چند ایک کی خاطر اتنی بڑی نصیحت کرنے کی ضرورت نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اپنے صحابہ کو مستقل اعلیٰ اخلاق کی طرف توجہ دلاتے رہتے تھے اس لئے کہ اُن کے معیار کم نہ ہو جائیں۔ یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی قوتِ قدسی تھی جس نے ایسے اعلیٰ اخلاق دکھانے والے پیدا کئے، دونوں طرف سے ایسے اظہار کرنے والے پیدا کئے جن کی مثالیں نہیں ملتیں۔ اور پھر اس لئے بھی نصیحت ہوتی تھی کہ نئے آنے والے بھی جو میزبان بن رہے ہیں یا مہمان بن رہے ہیں اُن کی تربیت کے لئے یہ باتیں سامنے لا کر اُن کے نیکیوں کے معیار بلند تر کئے جائیں۔ پھر قرآن شریف بھی ہمیں فَاسْتَبِقُوا الْخَيْرَاتِ (سورۃ البقرۃ:149) کا حکم دیتا ہے کہ نیکیوں میں سبقت لے جانے والے بنو۔ یہ حکم ہے۔ ایک تو ان باتوں کی طرف توجہ دلانے سے ہر ایک کی نیکیوں میں بڑھنے کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔ دوسرے یہ بھی کہ اگر نیکیوں میں آگے بڑھ رہے ہو اور دیکھ رہے ہو کہ میرا بھائی پیچھے رہ رہا ہے تو اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے بھی آگے لاؤ۔ نیکیوں کی سیڑھیوں پر چڑھ رہے ہو تو جہاں نیکیوں میں آگے بڑھنے والوں سے مقابلہ ہے وہاں پیچھے رہ جانے والوں کو بھی کوشش کر کے اوپر لانا ضروری ہے تا کہ من حیث القوم ترقی کی طرف قدم بڑھتے چلے جائیں اور کوئی ایسا خلق نہ رہ جائے جس میں ہم میں سے ایک بھی اپنی استعدادوں کے مطابق کوشش نہ کر رہا ہو۔ یہ خوبصورتی اور حُسن اُس وقت پیدا ہو سکتا ہے جب مومنین ایک جماعت کی صورت میں ہوں۔

پس جب نصائح کی جاتی ہیں، چھوٹی چھوٹی باتوں کی نشاندہی کی جاتی ہے تو یہ کسی کو شرمندہ کرنے کے لئے نہیں ہوتیں یا پھر جذبات کو ٹھیس پہنچانے کے لئے نہیں ہوتیں بلکہ ان کی نیکیوں کے معیار بلند کرنے کے لئے ہوتی ہیں۔

مہمان نوازی کے ذکر میں گزشتہ جمعہ میں مَیں نے کہا تھا کہ کسی کے یہ کہنے پر کہ غریب لوگ گھر میں دال کھاتے ہیں یا غریب ممالک میں بعض کو دال بھی نہیں ملتی لیکن امیر گوشت کھانے کے عادی ہیں، اس لئے لنگر میں عام طور پر جو عام لوگ ہیں، غریب ہیں اُن کے لئے تو بیشک دال پکا کرے، اُن کو بیشک دال کھلائی جائے اور امیروں کے لئے گوشت اور اچھا کھانا پکنا چاہئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس بات کو سُن کر انتہائی ناپسند فرمایا تھا اور فرمایا تھا کہ جلسے کے مہمانوں کے لئے ایک ہی طرح کا کھانا پکا کرے گا۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 8 صفحہ 64 غیر مطبوعہ)

لیکن آپ نے ایک موقع پر غرباء کو بھی نصیحت فرمائی۔ یہ شیخ محمد اسماعیل صاحب سرساوی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت ہے۔ کہتے ہیں کہ دوپہر کا کھانا دونوں مجلسوں کو میں کھلایا کرتا تھا۔ ایک مجلس نئے مہمانوں کی ہوتی تھی جو حضرت صاحب کے ساتھ بیٹھ کر کھانا کھاتی تھی۔ ایک عموماً یہاں اپنے والوں کی ہوتی تھی۔ حضرت اقدس بعض اوقات تقریروں میں یہ بھی فرمایا کرتے تھے کہ دیکھو اگر ایک شخص غریب ہے ہمیشہ گھر میں دال روٹی کھاتا ہے تو اگر یہاں بھی اُسے دال کھانے کو ملے تو اُسے برا نہیں ماننا چاہئے۔ ہم بعض اوقات اُمراء کے لئے گوشت روٹی کا انتظام خصوصیت سے بھی کر دیتے ہیں تا وہ عادت کی وجہ سے بیمار نہ ہو جائیں۔ اُن کو اگر دال ہی دی جائے تو جس غرض کے لئے وہ آتے ہیں وہ غرض پوری نہیں ہو سکتی۔ اُن کی صحت خراب ہو جاتی ہے، غرباء کو اُن کی ریس نہیں کرنی چاہئے۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 10 صفحہ 351-350 غیر مطبوعہ)

اور اس لئے بعض دفعہ یہاں بھی بعض قوموں کی طبائع کے مطابق مختلف کھانے پکتے ہیں۔

پس حالات کے مطابق اگر کبھی کسی وقت مختلف کھانا پکانے کا فیصلہ ہوتا ہے تو کسی فریق کو بُرا نہیں منانا چاہئے، کسی شخص کو بُرا نہیں منانا چاہئے۔ لیکن عموماً کوشش یہی ہوتی ہے کہ ایک جیسا کھانا ملے سوائے بیماروں کے جیسا کہ مَیں نے کہا یا غیر ملکی مہمان جو ہیں یا غیر از جماعت جو ہیں اُن کے لئے کچھ تھوڑا سا خاص کھانا بھی پکایا جاتا ہے لیکن انتظامیہ یا عہدیداروں کا یہ کام نہیں ہے کہ اپنے لئے خاص کھانے پکوائیں۔ وہاں جب ایک جگہ یہ سوال اُٹھا تھا جیسا کہ میں نے گزشتہ خطبے میں ذکر کیا تھا کہ ایک عہدیدار نے اپنے لئے بٹیرے پکوا لئے اور ایک دوسرے شخص کے لئے جو مہمان تھے، جب اُن کو پتہ لگا اُنہوں نے مطالبہ کیا تو اُنہیں نہیں دیئے گئے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے علم میں جب یہ آیا تو آپ نے فوری طور پر باورچی سے بٹیرے منگوا کر اُس مہمان کو بھجوائے اور پھر حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ کل

THOMPSON & CO SOLICITORS
New Office in Morden

Consult us for your legal requirements
such as Immigration & Nationality, Conveyancing, Personal Injury, Family & Ancillary Proceedings, Wills & Probate, Criminal Litigation.

Contact: Anas A.Khan, John Thompson, Naeem Khan, David Brocklesby (Member of Family Law Panal) **& David Wilson.**

Head Office: 1st floor 48 Tooting High Street London SW17 0RG Tel:020 8767 5005
Branch Office :14-16 Mitcham Road, SW17 9NA Tel: 020 8682 4040
Morden Branch:164 Kenley Road - Morden SW19 3DL Tel: 020 8545 0697
Mobile: 07702896350 -- 24hrs Crime Line: 07533667921

سب کے لئے بٹیرے پکیں گے تا کہ انصاف قائم رہے۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد 15 صفحہ 17 غیر مطبوعہ)

سُنا ہے اس پر کسی نے مذاقاً جلسے کی انتظامیہ کو یہ پیغام بھجوایا تھا کہ اب تمہارے ذمہ یہ لگا دیا گیا ہے کہ جلسہ پر بٹیرے پکایا کرو۔ شاید افسر صاحب جلسہ سالانہ اس پیغام کو سن کر پریشان بھی ہو گئے ہوں۔ کیونکہ اِن کا یہ پہلا سال ہے اور پریشان بھی ذرا جلدی ہو جاتے ہیں کچھ موسمی حالات کی وجہ سے بھی پریشان ہیں۔ اُن کے لئے دعا بھی بہت کریں کہ اللہ تعالیٰ اُن کے کاموں میں برکت ڈالے۔ اور افسر صاحب بھی تسلی رکھیں کہ بٹیروں کا یہ مطالبہ کوئی سنجیدہ مطالبہ نہیں ہے۔ لیکن بہرحال ہر ایک کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ مہمان کی عزت اور جذبات کا خیال رکھا جائے۔ بٹیروں کی بجائے بیشک دال کھلائیں لیکن عزت کے ساتھ کھلائیں۔

حضرت میاں عبدالعزیز صاحب مغل روایت کرتے ہیں کہ جب لاہور میں حضرت صاحب ایک لیکچر کے ارادہ سے تشریف لائے۔ سولہ دن آپ کا قیام لاہور میں رہا۔ کھانے کا انتظام جن احباب کے سپرد تھا اُن میں مَیں بھی شامل تھا۔ غالباً خلیفہ رجب الدین نے کسی مہمان کو کہہ دیا کہ پانی بھی ساتھ پیؤ۔ بیچارے زیادہ کھانا کھانے والے ہوں گے۔ کہہ دیا کھانا کھائے جا رہے ہو پانی بھی ساتھ پیو۔ یہ بات کسی طرح حضرت اقدس کی خدمت میں پہنچ گئی کہ مہمانوں کو تنگ کیا جاتا ہے اور کھانا خاطر خواہ نہیں ملتا۔ حضور باہر تشریف لائے اور دروازے میں کھڑے ہو کر فرمایا کہ کون منتظم ہے؟ ہم نے عرض کہ حضور ہم حضور کے خادم ہیں۔ حضور نے فرمایا میں نے سنا ہے کہ لوگوں کو کھانا اچھا نہیں ملتا اور بعض کو کہا جاتا ہے کہ بازار سے کھالو، کیا یہ بات صحیح ہے؟ ہم نے عرض کیا کہ حضرت! بے تکلفی میں کسی نے کسی کو کہا ہے ورنہ انتظام سب ٹھیک ہے۔ فرمایا نہیں ہم اپنے لنگر کا انتظام خود کریں گے، مہمان ہمارے ہیں اور لنگر کا انتظام بھی ہمارے ہی ذمہ عائد ہوتا ہے۔ بعض لوگوں نے مل کر معافی کی درخواست کی اور آئندہ احتیاط کا وعدہ کیا۔ پھر حضور نے معاف فرمایا اور لنگر جماعت کی طرف سے جاری رہا۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 9 صفحہ 271-270 غیر مطبوعہ)

پس چاہے کارکنان اپنے کسی بہت ہی بے تکلف قریبی عزیز سے ہی بات کہہ رہے ہوں، اگر وہ شخص حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے لنگر میں مہمان بن کر آیا ہے تو اُس کی عزتِ نفس کا بھی بہرحال خیال رکھنا ہوگا اُس کی عزت و تکریم کرنی ہوگی۔ اگر صرف ایک دفعہ کے بعد دو دفعہ یا چار دفعہ نہیں، دس بیس دفعہ بھی اگر کوئی پلیٹ لے کر کھانے کے لئے آتا ہے تو بغیر کسی اظہار کے اُس کو سالن ڈال کر دینا چاہئے۔ لیکن یہاں مَیں مہمانوں سے بھی کہوں گا کہ وہ سالن ضائع نہ کیا کریں۔ بعض دفعہ میں نے جا کر دیکھا ہے کہ سالن پلیٹ میں چھوڑ جاتے ہیں اور ضائع کر رہے ہوتے ہیں۔ بعض لوگ آلو گوشت میں سے خاص پسند کی چیز کھا لیتے ہیں، بوٹیاں کھالیں یا تھوڑا سا شوربہ کھالیا لیکن اکثر آلو ضائع کر دیتے ہیں، سوائے یہاں یورپ کے رہنے والے لوگ کچھ آلو کھا لیتے ہیں۔ بہرحال سوائے اُن کے جن کو آلو انتہائی ناپسندیدہ ہوں بعض بالکل کھا ہی نہیں سکتے یا کسی کو کوئی طبی وجہ ہو۔ مہمان جو ہیں اُن کو بھی اس بات کا خیال رکھنا چاہئے کہ سالن ضائع نہ ہو۔ جتنا ڈالیں یا ڈلوائیں وہ کھائیں۔ بہرحال میزبان اور مہمان دونوں کا رویہ ہے جو ایک خوبصورت ماحول پیدا کرتا ہے۔

ایک مرتبہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک کارکن پر اس لئے بہت زیادہ ناراض ہوئے کہ اُس نے مہمانوں کے سامنے سے پلیٹیں اُٹھانی شروع کر دی تھیں۔ مہمان کھا رہے تھے۔ بعض آہستہ آہستہ کھاتے ہیں تو جب کافی وقت گزر گیا اُس نے جو پلیٹیں ہیں وہ اُٹھانی شروع کر دیں۔ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جب تک مہمان کھا کر خود نہ کہے کہ پلیٹ اُٹھاؤ، تمہارا کام نہیں۔ اور آئندہ سے مہمان کو یہ نہیں کہنا کہ ہم نے کام ختم کرنا ہے جلدی کرو۔ (ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 13 صفحہ 455-454 غیر مطبوعہ)

لیکن مہمانوں کو بھی یہ عمومی نصیحت ہے کہ کھانا کھا کر پھر اُٹھ جاؤ۔ جتنی دیر کھانے میں لگتی ہے وہ تو ٹھیک ہے لیکن اُس کے بعد بیٹھ کے گپیں مارنے نہ لگ جاؤ۔ گویہ نصیحت اللہ تعالیٰ نے قرآنِ کریم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حوالے سے دی ہے کہ وقت ضائع نہ کیا کرو، اُٹھ جایا کرو۔ لیکن یہ اعلیٰ اخلاق کا ایک بنیادی اصول ہے جس کو عموم میں بھی استعمال ہونا چاہئے۔ کام کرنے والے بھی کارکنان ہیں انہوں نے بھی آرام کرنا ہوتا ہے، اپنا کام سمیٹنا ہوتا ہے، مہمانوں کو اُن کا بھی خیال رکھنا چاہئے۔

جلسے کا ایک بہت بڑا مقصد تعلق باللہ پیدا کرنا ہے۔ اس لئے جلسے میں شامل ہونے والوں کے لئے یہ بھی ضروری ہے، کارکنان بھی اور مہمان بھی ہمیشہ یاد رکھیں کہ اس تعلق کو پیدا کرنے کے لئے اپنی نمازوں اور نوافل کی طرف بہت توجہ دیں، دعاؤں کی طرف بہت توجہ دیں کہ انہی میں ہمارے مسائل کا حل ہے۔ صحابہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس بارے میں کیا نمونے ہوتے تھے، کس طرح ذوق و شوق سے وہ نمازیں ادا کیا کرتے تھے اس کی ایک مثال دیتا ہوں۔

حضرت عطا محمد صاحب رضی اللہ تعالیٰ عنہ ولد نتھے خان صاحب بیان کرتے ہیں کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے کی یہ ایک برکت تھی کہ باوجودیکہ میں بچہ تھا لیکن نماز میں کھڑے ہوتے ہی رقت طاری ہو جاتی اور آنسو بند نہ ہوتے تھے کہ سلام پھر جاتا اور نماز ختم ہو جاتی۔ غرض اللہ تعالیٰ نے اپنے پیارے نبی اللہ، جَرِیُ اللّٰہِ فِی حُلَلِ الْاَنْبِیَاءِ کی زیارت کا موقع بخشا۔ یہ ایک فضل عظیم ہے جو اس نے مجھ پر کیا۔ ورنہ مَیں نے اپنے نانا جان کو ترستے اور روتے سُنا تھا کہ نہ معلوم کہ مہدی علیہ السلام کا زمانہ کب آئے گا؟ اس نے ہم پر فضل کیا، ہمیں اُس کی زیارت کا شرف بخشا۔ الحمدللہ رب العالمین۔ اور حضور کے ہزاروں نشان دیکھے جس سے حضور کی نبوت ثابت ہوتی ہے اور میں یقین رکھتا ہوں کہ حضور اللہ تعالیٰ کے نبی تھے۔

(رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 5 صفحہ 167 غیر مطبوعہ)

پس ہم وہ لوگ ہیں جن کو گو آپؑ کی زیارت کا شرف تو حاصل نہیں ہوا لیکن آپ کے دعاوی پر ایمان لانے کی اللہ تعالیٰ نے توفیق عطا فرمائی۔ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ارشاد کو پورا کرنے والے بنے۔ پس اپنی نمازوں اور نوافل میں بھی ہمیں خاص توجہ کی ضرورت ہے۔ اللہ تعالیٰ کا شکر گزار ہوتے ہوئے اِن دنوں میں نمازوں اور نوافل میں سوز و گداز پیدا کرنے کی ضرورت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ہمیں مسیح موعود کو ماننے والا بنایا، اس کی توفیق عطا فرمائی اور پھر آج کل کا دور جو ہے جس میں مخالفینِ احمدیت اپنی انتہا کو پہنچے ہوئے ہیں، انفرادی اور اجتماعی دعائیں اور خدا تعالیٰ سے تعلق ہی ہے جو اِن کا توڑ ہے اور اس طرف آج کل بہت زیادہ زور دینے کی ضرورت ہے۔

پھر ایک بات یہ بھی یاد رہے کہ جلسے پر لوگ آتے ہیں، میل ملاقات بھی ہوتی ہے، بعض لمبے عرصے کے بعد ایک دوسرے کو ملتے ہیں، بعض دفعہ نئی واقفیتیں پیدا ہوتی ہیں پھر خواہش ہوتی ہے کہ مل بیٹھیں ذرا مزید معلومات حاصل کریں، لیکن اس کے لئے جلسے کی کارروائی کے بعد وقفوں میں بیشک بیٹھیں اپنی مجلس لگائیں لیکن ان میں بھی اِدھر اُدھر کی فضول گفتگو کی بجائے اللہ تعالیٰ کے فضلوں اور احسانوں کا ذکر ہو۔ بہت سارے پیارے ہیں جو رخصت ہوئے، اُن کا بھی ذکر ہو، اُن کی نیک یادوں کا ذکر ہو۔ بعض نیک واقعات کا ذکر ہو۔ بعض کے نئے رشتے بھی ان دنوں میں قائم ہوتے ہیں تو اس وجہ سے بھی خاص طور پر بیٹھنا پڑتا ہے۔ عورتوں کو خاص طور پر توجہ دینی چاہئے کہ صرف وقفے کے دوران باتیں کریں اور چاہے وہ اجتماعی قیامگاہیں ہیں یا وقفہ ہے یا گھروں میں ہیں، تو پھر وہاں بھی باتیں ایک حد تک ہونی چاہئیں۔ بعض دفعہ لوگ ساری ساری رات جاگتے ہیں اور پھر صبح کی نماز بھی ضائع ہو جاتی ہے۔ پس اتنا نہ جاگیں کہ رات کو نوافل اور فجر کی نماز ضائع ہو جائے بلکہ خاص اہتمام سے گھروں میں بھی اور جہاں بھی ٹھہرے ہوئے ہیں تہجد کا اہتمام ہونا چاہئے۔ تبھی روحانی ماحول سے فائدہ اُٹھایا جا سکتا ہے۔

عورتوں کو خاص طور پر اس امر کی طرف بھی توجہ دلانا چاہتا ہوں، جیسا کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا کہ جلسہ کوئی دنیاوی میلہ نہیں ہے اس لئے اس میں شامل ہونے والے کی نظر اس بات پر مرکوز ہونی چاہئے کہ ہم نے اپنے روحانی، اخلاقی اور علمی معیاروں کو بلند کرنا ہے۔ اُس میں ترقی کرنی ہے اور اس ماحول سے خاطر خواہ فائدہ اُٹھانا ہے۔ جب یہ سوچ ہوگی تو وہ خواتین بھی جو اپنے لباس اور زیوروں کی نمائش کر رہی ہوتی ہیں وہ بھی سادہ لباس میں آئیں گی یا اس سوچ کے ساتھ آئیں گی کہ اصل مقصد ہمارا جلسہ سننا ہے۔ پس یہ سوچ رکھنی چاہئے اور لباس مناسب اور ڈھکے ہوئے ہونے چاہئیں۔ بعض کے لباس کے بارے میں شکایات آتی ہیں کہ ایسے ہوتے ہیں جس سے کسی طرح بھی کسی احمدی عورت کا تقدس ظاہر نہیں ہو رہا ہوتا۔ پس لباس وہ ہو جو زینت کو چھپانے والا ہو اور اس کے لئے اللہ تعالیٰ نے رہنمائی فرما دی کہ تقویٰ پر چلتے ہوئے جو لباس تم زیب تن کرو گے، وہی تمہاری زینت چھپانے والا لباس ہے۔ اسی طرح مردوں اور عورتوں کو یہ حکم بھی ہے کہ وہ غضِ بصر سے کام لیں۔ راستہ چلتے ہوئے بلا وجہ اِدھر اُدھر نہ دیکھیں، نظریں نہ دوڑائیں، یہ بھی انتہائی ضروری چیز ہے۔ اس ماحول میں بعض سڑکوں پہ عورتیں اور مرد اکٹھے چل رہے ہوتے ہیں وہاں اس بات کا خیال رکھنا چاہئے۔ ماحول کے تقدس کے لئے بہت ضروری ہے، اپنے اخلاق کے لئے بہت ضروری ہے۔ پس اس طرف بھی بہت زیادہ توجہ دیں۔

اب چند انتظامی باتوں کی طرف بھی توجہ دلا دوں کہ آپ لوگوں کی حفاظت کے لئے سیکیورٹی کے انتظام میں جو سختی ہے اُسے خوشی سے برداشت کریں۔ سکینر (Scaner) سے گزرنا اور سامان چیک کروانا انتہائی ضروری ہے اور خود اس کے لئے پیش کرنا چاہئے۔ اگر کبھی غلطی سے کسی کی نظر سے اوجھل بھی ہو گئے ہیں تب بھی خود پیش ہوں کہ ہمیں چیک کرو۔ یہ نہ سمجھیں کہ ایک دفعہ چیک کر لیا۔ بعض دفعہ یہ بھی ہوتا ہے باہر چلے گئے، دوبارہ اندر آ گئے تو دوسری دفعہ چیکنگ کی ضرورت نہیں ہے۔ جتنی مرتبہ بھی باہر جائیں گے جب بھی اندر آنا ہوگا، چیکنگ ہوگی اور چیکنگ کرنے والوں کا بھی کام ہے چاہے بیشک واقف کار بھی ہوں

Earlsfield Properties

We will manage your property at 0% commission

Guaranteed rate schemes for 3 & 5 years

Free management Service

Guaranteed vacant possession

175 Merton Road London SW18 5EF

Tel: 020-8265-6000 or 020 8877 - 0762 Fax: 020 8874 9754

اُن کی چیکنگ کرنی ہے۔اس لئے اس بات پر کبھی مہمانوں کو یا شامل ہونے والوں کو چِڑنا نہیں چاہئے۔لیکن مردوں اور عورتوں کی طرف جن کارکنان یا کارکنات کی سکینرز (scaners) پر ڈیوٹی ہے، چیکنگ پر ڈیوٹی ہے، اُن سے بھی مَیں یہ کہنا چاہتا ہوں کہ چیک تو ضرور کریں لیکن یہ بھی کوشش کریں کہ تمام احتیاطوں کے ساتھ جتنی جلدی چیکنگ ہوسکتی ہے ہو جائے تا کہ لوگوں کو زیادہ تکلیف کا سامنا نہ کرنا پڑے اور جلسہ بھی وقت پہ شروع ہو اور وقت پر پنڈال میں داخل ہو جائیں، مارکی میں آ جائیں۔

پھر ڈیوٹی والے کارکنان یا سکیورٹی والے ہیں اُن کو تو مَیں پہلے بھی سیکورٹی کی طرف توجہ دلا چکا ہوں۔ جہاں جہاں بھی فینسیں (Fences) لگائی گئی ہیں، یہ نہ سمجھیں کہ فینس (Fence) کافی ہے۔اُن فینسوں کے ساتھ ساتھ خاص طور پر ڈیوٹی بھی دینی چاہئے۔اور بڑی احتیاط سے اپنے فرض کو سمجھتے ہوئے ڈیوٹی ادا کریں۔ کسی بھی ڈیوٹی کو جہاں بھی کسی کی لگائی گئی ہے معمولی نہ سمجھیں۔شرارتی عنصر کوئی بھی شرارت کرسکتا ہے، اور کسی سے کوئی بعید نہیں۔اس لئے صرف ڈیوٹی دینے والے ہی نہیں بلکہ جلسے میں سب شامل ہونے والے جو ہیں اپنے ماحول پر نظر رکھیں۔جیسا کہ میں نے کہا اپنے یہ دن دعاؤں میں گزاریں۔ اس کے ساتھ اپنی حیثیت کے مطابق صدقات پر بھی توجہ دیں۔سکینرز کی بات میں نے کی تھی تو اس دفعہ کوشش کی گئی ہے کہ عموماً اندر آنے کے زیادہ سے زیادہ راستے بنائے جائیں تا کہ کسی کو تکلیف نہ ہو۔ مریضوں کو، بچوں والوں کو زیادہ سہولت میسر کرنے کی کوشش کی گئی ہے، لیکن پھر بھی بعض دفعہ بعض دقتیں سامنے آ جاتی ہیں، اس پر بے صبر اور بے حوصلہ نہیں ہونا چاہئے۔ پھر تقریروں کے دوران ضرورت سے زیادہ نعرے نہ لگائیں۔بعض لوگوں کو نعرے لگانے کی بہت عادت ہے۔ بلکہ نعرے لگانے کا جو مرکزی نظام ہے اُس کے تحت ہی نعرہ لگنا چاہئے۔اُنہی کی ذمہ داری ہے، اُنہی میں رہنے دیں لیکن جب نعرہ لگائیں تو پھر نعرے کا جواب بڑے پُر جوش طریقے سے ہونا چاہئے۔ پھر یہ نہیں کہ آواز ہی نہ نکلے۔

تمام تقریریں جلسہ گاہ میں بیٹھ کر سنیں۔اس دوران میں باہر جانا، اِدھر اُدھر جانا، پھرنا، یہ پہلے بھی مَیں کہہ چکا ہوں، کہ مناسب نہیں ہے۔ جس مقصد کے لئے آئے ہیں اُس مقصد کو پورا کرنے کی کوشش کریں۔ ہر تقریر کوئی نہ کوئی ایسا پہلو رکھتی ہے جو آپ کے فائدے کے لئے ہے، جو آپ کے لئے نیا ہے۔

صفائی کا خاص خیال رکھیں، اپنے گند بھی اِدھر اُدھر نہ پھینکیں بلکہ اگر کہیں کاغذ یا ڈسپوزیبل (Disposable) گلاس، پلیٹیں یا کوئی چیزیں پڑی ہوئی دیکھیں تو اُس کو بھی فوری طور پر ڈسٹ بِن میں ڈال دیں۔ اسی طرح غسل خانوں کی صفائی کا کام ہے، اس کا بھی خاص اہتمام کریں۔ کارکن تو یہ صفائی کرتے ہی ہیں اور جو اس ڈیوٹی پر متعین ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل سے بے لوث ہو کر، مرد ہوں، عورتیں ہوں، وہ اپنا یہ کام کر رہی ہیں۔لیکن مہمان بھی اس بات کا خیال رکھیں کہ غسل خانوں میں، ٹوائلٹس میں خاص صفائی ہونی چاہئے۔ خاص طور پر کیچڑ والے پاؤں لے کر جب جاتے ہیں تو پھر اُس کی صفائی بھی کریں۔ گو بارش رُک گئی ہے لیکن پتہ کوئی نہیں، لیکن اُس کے باوجود بھی زمین نرم ہے اور زمین کی نرمی کی وجہ سے پاؤں پر مٹی بھی لگ جاتی ہے، اس لئے صفائی کا بہت خیال رکھیں، غسل خانوں میں گند نہیں ہونا چاہئے۔

پھر جلسہ گاہ کے اندر مارکی میں داخل ہو کر ایک بات کا خاص طور پر خیال رکھیں کہ جو پہلے آنے والے ہیں اُن کو اگر کوئی جائز عذر نہیں ہے تو آگے آ کر بیٹھیں تا کہ پیچھے سے آنے والے پھر آرام سے بیٹھ سکیں۔ اسی طرح جو بعد میں آنے والے ہیں اُن کو جہاں جگہ ملتی ہے وہ بیٹھ جائیں اور ایک دوسرے پر سے پھلانگ کر نہ جائیں۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی ایک مجلس میں اسی طرح پھلانگ کر جانے والے ایک شخص پر آپ بڑے ناراض ہوئے اور مجلس سے اُٹھ کر چلے گئے اور حضرت خلیفہ اول کو فرمایا کہ اِن کو نصیحت کرو۔ اور پھر انہوں نے بڑے سخت الفاظ میں نصیحت فرمائی تھی۔

(ماخوذ از رجسٹر روایات صحابہ جلد نمبر 11 صفحہ 329 غیر مطبوعہ)

پس جس کو جہاں جگہ ملتی ہے، وہ بیٹھے۔ پہلے آنے والے آگے آئیں۔ بعد میں آنے والے جہاں جہاں اُن کو جگہ مل رہی ہے بیٹھتے چلے جائیں۔لیکن بہر حال ہر ایک کو یہ خیال رکھنا چاہئے کہ بعد میں بھی لوگ آنے والے ہیں اس لئے کہیں بھی خالی جگہ نہ ہو۔ جس جس طرح آتے جائیں خالی جگہ کو پُر کرتے چلے جائیں۔

آخر میں پھر دوبارہ مَیں آپ کو توجہ دلانا چاہتا ہوں کہ اِن دنوں میں خاص طور پر اس ماحول کو اپنی دعاؤں سے معطر رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اس کی توفیق عطا فرمائے۔

پوبے ریجن، بینن میں قرآن مجید کی نمائش

(رپورٹ: قیصر محمود طاہر مبلغ سلسلہ بینن)

اللہ تعالیٰ کے خاص فضل کے ساتھ جماعت احمدیہ پوبے ریجن کو مؤرخہ 16 تا 18 جولائی 2011ء کو حضور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کے حکم کے مطابق قرآن کریم کے مختلف زبانوں میں تراجم کی نمائش کی توفیق ملی۔ ان تین دنوں میں 958 افراد نے نمائش دیکھی جس میں اکثریت پڑھے لکھے عیسائیوں کی ہے اور جس میں بعض چرچوں کے پادری اور گورنمنٹ کے پڑھے لکھے افراد بھی شامل ہوئے۔ اس کے علاوہ غیر احمدی مسلمان اور ان کے اماموں نے بھی نمائش دیکھی۔

اس نمائش کے انعقاد سے پہلے لوکل سطح پر مختلف ریڈیو چینلز پر اس نمائش کے متعلق اعلانات کروائے گئے۔ اس کے علاوہ شہر کے معززین کو دعوت نامے بھی بھجوائے گئے۔

اس نمائش کا آغاز اللہ تعالیٰ کے فضل سے مؤرخہ 16 جولائی 2011 کو صبح 8:30 پر دعا سے ہوا۔ یہ نمائش پوبے شہر کے درمیان میں واقع پوبے مشن کے بالکل سامنے اس سڑک پر لگائی گئی جو کہ بینن کی دوسری بڑی ہائی وے ہے۔ اور یہ تقریباً تمام بڑے شہروں کو آپس میں ملاتی ہے۔ اور اسی روڈ سے نائیجریا بھی کافی لوگ سفر کرتے ہیں۔

اس نمائش کا انعقاد ایک بڑے شامیانہ میں کیا گیا جس کے اندر آیات قرآنی سے مزین بینرز بھی لگائے تھے۔ جن میں قرآن کریم کی حقانیت کو بیان کرنے والی آیات کا اندراج کیا گیا تھا۔

اس نمائش کیلئے تین قطار میں ٹیبل لگائے گئے جس میں پہلی لائن جو سڑک کے بالکل سامنے تھی اس پر قرآن کریم کے 52 زبانوں میں تراجم رکھے گئے تھے۔ اور دوسری لائن میں حضرت مسیح موعودؑ اور خلفاء کی کتب رکھی گئی تھیں۔ اور تیسری لائن میں عام جماعتی و اسلامی لٹریچر رکھا گیا تھا۔ اور یہ تمام لٹریچر زیادہ تر فرنچ، یوروبا، انگلش، عربی، اور اردو زبانوں پر مشتمل تھا۔

لوگوں کیلئے فرنچ اور یوروبا زبان کا لٹریچر خاص توجہ کا مرکز بنا رہا کیونکہ بینن کے عوام یہ دونوں زبانیں بولتے ہیں۔ بینن کی سرکاری زبان فرنچ ہے اور لوکل زبانوں میں سے کثرت سے بولی جانے والی ایک زبان یوروبا ہے۔

اس نمائش کے تینوں دن ہی مسلسل وقفے وقفے سے بارش ہوتی رہی۔ کیونکہ ان دنوں بینن میں بارش کا موسم ہے۔ اس کے باوجود پہلے دن اللہ تعالیٰ کے فضل سے 355 افراد نے نمائش دیکھی۔ اور یہ نمائش رات 8:30 تک جاری رہی دوسرے دن صبح 7:30 پر اس نمائش کا آغاز کیا گیا۔ اور اسی طرح وہ بھی رات 8:00 اختتام پذیر ہوئی۔ اس دوسرے دن 215 افراد نے نمائش دیکھی۔ اور تیسرے دن بھی 7:30 اس نمائش کا آغاز کیا گیا اور 6:30 پر اس کا اختتام کیا گیا۔ اور اس تیسرے دن 388 افراد نے نمائش سے استفادہ کیا۔

اس نمائش کو دیکھنے والی زیادہ تعداد عیسائی احباب کی تھی۔ ان دیکھنے والوں میں سے چند ایک افراد کے تأثرات ذیل میں درج کئے جا رہے ہیں۔

ایک عیسائی پادری صاحب جو اس نمائش کو دیکھنے آئے تھے انہوں نے نمائش دیکھ کر جماعت کی اس کاوش کو بہت سراہا اور دو فرنچ ترجمے والے قرآن مجید یہ کہتے ہوئے لئے کہ یہ بات میرے لئے حیران کن ہے کہ جماعت احمدیہ ہر ایک کو بغیر مذہب وملت کے فرق کے قرآن کریم مہیا کر رہی ہے کیونکہ غیر احمدی مسلمان تو عیسائیوں کو قرآن کریم کو ہاتھ تک نہیں لگانے دیتے۔ انہوں نے مزید یہ کہا کہ مَیں عیسائی ہوں اور یہ بات کہتے ہوئے میں ذرا برابر بھی عار محسوس نہیں کرتا کہ جماعت احمدیہ اسلام کی اصل تصویر اپنے عملی نمونہ سے پیش کر رہی ہے۔

ایک بڑی مسجد کے غیر احمدی امام صاحب نمائش دیکھنے کیلئے تشریف لائے۔ اور نمائش دیکھنے کے بعد انہوں نے ریجنل مبلغ سے ملنے کی خواہش ظاہر کی۔ جب ان کو مبلغ صاحب سے ملوایا گیا تو انہوں نے اس بات کا برملا اظہار کیا کہ مَیں آپ کو اس عظیم کاوش اور قرآن کی خدمت کرنے پر مبارکباد پیش کرنے آیا ہوں۔ اور انہوں نے مزید کہا کہ اسلام کی حقیقی خدمت تو اس وقت جماعت احمدیہ ہی کر رہی ہے۔ اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے مزید اس بات کا اظہار بھی کیا کہ آپ کی طرف سے کی جانے والی ریڈیو پر تبلیغ بھی میں باقاعدگی سے سنتا ہوں اور خاص طور پر آپ کے امام کی طرف سے آنے والے خطبہ کو جو کہ فرنچ اور یوروبا زبان میں نشر ہوتا ہے اس کو باقاعدگی سے سنتا ہوں اور وہ میرے لئے بہت زیادہ اہم ہوتا ہے۔ اس کے ساتھ مدرسہ احمدیہ پوبے میں جاری تربیتی کلاس (جس میں 135 خدام واطفال شامل ہیں) بھی دیکھی اور کہا کہ آپ اسلام کی مستقبل میں خدمت کیلئے معمار تیار کر رہے ہیں اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی بہت جزاء دے گا۔

اسی طرح اس نمائش میں لوگوں کے دیکھنے کا شوق اس طرح سے بھی بیان کیا جاسکتا ہے کہ ایک صاحب جو کہ اپنی گاڑی پر پہلے تو تیزی سے نمائش کے قریب سے گذر گئے لیکن جب ان کو اس نمائش کا احساس ہوا تو وہ اپنی گاڑی واپس رکوا کر اور واپس ریورس کرا کے لائے اور اس نمائش کو تسلی کے ساتھ دیکھا اور سراہا اور فرنچ ترجمے والا قرآن مجید بھی خریدا۔

ایک اور عیسائی دوست نمائش میں تشریف لائے اور بڑے اصرار کے ساتھ مقررہ قیمت سے کم قیمت کروائی یہ کہتے ہوئے فرنچ ترجمے والا قرآن کریم لیم کہ مَیں ایک عیسائی ہوں میرے پاس مقررہ قیمت نہیں ہے لیکن میری خواہش ہے کہ مَیں قرآن کریم ضرور خریدوں اور اس کو خود پڑھوں۔ تو ان کو ان کی خواہش کے مدنظر ان کی مہیا کی گئی رقم میں ہی قرآن کریم دے دیا گیا۔ اللہ تعالیٰ قرآن کو ان کیلئے ہدایت کا موجب بنائے۔

ایک غیر احمدی مسلمان جن سے نمائش کیلئے شامیانہ اور دیگر سامان کرائے پر لیا گیا تھا۔ نمائش دیکھنے کیلئے آئے اور ان صاحب سے نمائش کے سامان کے متعلق دو دن کا معاہدہ ہوا تھا۔ یہ صاحب جب نمائش دیکھنے آئے اور نمائش سے اس قدر متأثر ہوئے کہ انہوں نے کہا کہ آپ کا میرے ساتھ سامان کا دو دن کا معاہدہ تھا لیکن میں اس نمائش کو دیکھ کر اور آپ کی اس عظیم خدمت اسلام کو دیکھ کر اس قدر متأثر ہوا ہوں کہ میں ایک دن کیلئے یہ سامان آپ کو فری مہیا کرتا ہوں۔ خدا تعالیٰ ان کو ان کی اس نیکی کا اجر دے۔ (آمین)

ان تین دنوں میں اللہ تعالیٰ کے فضل سے مختلف جماعتی لٹریچر جس میں فرنچ اور یوروبا ترجمے والے قرآن مجید، قاعدہ یسرنا القرآن، نماز، اور دیگر متفرق جماعتی لٹریچر مبلغ -/52075 فرانک کا فروخت کیا گیا۔ اس کے علاوہ مختلف جماعتی پمفلٹ مثلاً ''جاء المسیح''، ''اسلام میں عورتوں کا مقام''، ''اسلام کی حقیقت''، ''احمدیت کی حقیقت''، ''حضرت عیسیٰؑ کے متعلق 5 اہم نکات'' یہ لٹریچر نمائش میں شامل ہونے والے ہر فرد کو مفت دیا گیا۔

آخر پر دعا ہے کہ خدا تعالیٰ اس نمائش کے شاملین، معاونین کو جزائے خیر عطا کرے اور اس یہ نمائش ہم سب کیلئے ازدیاد ایمان اور برکات کو موجب ہو۔

رمضان المبارک کی اہمیت
اور فیوض و برکات

(محمد محمود طاہر۔ایڈیٹر ماہنامہ انصار اللہ)

ہم خوش نصیب ہیں کہ ایک دفعہ پھر رمضان المبارک ہم پہ سایہ فگن ہے۔یہ وہ موسم بہار ہے جس کی آمد کا بڑی شدت کے ساتھ ہمارے آقا و مولیٰ حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ انتظار فرمایا کرتے تھے۔اور جب رمضان آجاتا تو رمضان میں جانی، مالی، بدنی ہر نوعیت کی عبادات کا نہ صرف خود خاص اہتمام فرماتے بلکہ اپنے اہل وعیال اور مومنوں کو بھی اس کے اہتمام کی تلقین فرماتے اور مختلف انداز میں اس بابرکت مہینہ کے فضائل اور فیوض سے آگاہ فرماتے تھے۔آپؐ نے یہ بھی فرمایا کہ بڑا ہی بدقسمت ہے وہ شخص جس کی زندگی میں رمضان آیا اور وہ جنت میں داخل نہ ہوا اور یہ بھی فرمایا کہ جس نے ایمان اور احتساب کی حالت میں رمضان گزارا وہ جنت میں داخل ہوگیا۔

روزے فرض کئے گئے ہیں: اللہ تعالیٰ نے قرآن شریف کی سورۃ البقرہ آیت 184-185 میں روزوں کی فرضیت کے احکام نازل فرمائے ہیں۔روزہ کے لئے عربی میں ’’صوم‘‘ کا لفظ ہے جس کے معنی امساک یعنی رکنے کے ہیں۔دینی اصطلاح میں روزہ سے مراد عبادت کی نیت سے طلوع فجر یعنی پَو پھٹنے سے لے کر غروب آفتاب تک کھانے پینے اور میاں بیوی کے مخصوص تعلقات سے رکنا ہے۔دنیا کے تمام بڑے مذاہب میں لفظ روزہ مختلف شکلوں میں پایا جاتا ہے۔دینی تاریخ کے مطابق رمضان کے مہینہ میں روزے ہجرت نبویؐ کے دوسرے سال فرض ہوئے۔اس سے قبل یہودیوں کے روزہ میں سحری نہیں تھی بلکہ آٹھ پہرے روزے کا دستور تھا۔اسلام میں سحری کھانے کا حکم ہوا جس کا وقت آدھی رات کے بعد سے فجر کے طلوع ہونے تک ہے۔سحر و افطار کے اوقات طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کی پابندی کے ساتھ سحری میں تاخیر اور افطاری میں جلدی پسندیدہ ہے۔اس میں بھی سہولت مدنظر ہے۔حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے میرے سب سے پیارے بندے وہ ہیں جو نسبتاً زیادہ جلدی افطاری کرتے ہیں۔(ترمذی ابواب الصوم)

بیمار اور مسافر کو روزے سے رخصت دی گئی ہے اور حکم دیا گیا ہے کہ وہ دوسرے ایام میں روزوں کی گنتی پوری کرلیں۔

روزے کیوں فرض کئے گئے

روزہ پانچ ارکان دین میں سے ایک اہم رکن ہے جس میں ہر قسم کی عبادات اپنی معراج کو پہنچتی ہیں۔اللہ کی خاطر انسان حلال چیزوں کے استعمال سے بھی رک جاتا ہے اور برائیوں سے بہر حال اپنے تئیں روکے رکھتا ہے۔قرآن کریم نے جب روزوں کی فرضیت کا اعلان فرمایا ہے تو فرمایا کہ یہ تم سے پہلے لوگوں پر بھی فرض کئے گئے تھے۔روزوں کی فرضیت کی حکمت اور فلاسفی کا بیان بھی سورۃ البقرۃ آیت 184 میں کردیا گیا ہے۔اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:۔ لَعَلَّكُمْ تَتَّقُوْنَ یعنی تاکہ تم تقویٰ اختیار کرسکو۔برائیوں سے بچو اور نیکیوں کا حصول کرسکو اللہ تعالیٰ کا خوف اور اس کی محبت تمہارے دلوں میں پیدا ہو۔اللہ کی خاطر ہر قسم کی برائیوں سے بچو گے اور اس کی رضا کی راہوں پر چلو گے تو یقیناً اللہ کا وصال تمہیں حاصل ہوگا۔اسی لئے حدیث قدسی میں یہ آیا ہے کہ روزہ کی جزا خود خدا تعالیٰ کا ملنا ہے۔

آنحضورؐ نے فرمایا کہ اَلصَّوْمُ جُنَّةٌ یعنی روزہ ڈھال ہے۔ڈھال کا کام دشمن کے حملوں سے بچنا ہے۔روزہ شیطانی حملوں سے بچاتا ہے۔ہاں اس ڈھال کو استعمال کرنا مومن کا کام ہے کہ شیطان جس راہ سے حملہ کرے اس راہ میں روزہ کو ڈھال بنا کر استعمال کرے۔جب ہر شیطانی حملہ کے مقابل پر مومن روزہ کو ڈھال بنا لے گا تو لازماً آنحضورؐ کی اس بات کی حکمت بھی ہمارے لئے واضح ہو جائے گی کہ رمضان میں شیطان جکڑ دیئے جاتے ہیں۔شیطانی حملوں سے ہم محفوظ رہیں گے تو لازماً شیطان جکڑا جائے گا اور جنت کے دروازے ہمارے لئے وا ہوتے جائیں گے۔روزہ کی ایک حکمت نادار، مساکین اور غریب طبقے کے لئے ہمدردی کے جذبات پیدا کرنا اور ان کی ضروریات پوری کرنے کا احساس پیدا کرنا بھی ہے۔روزہ کی حالت میں خود بھوک برداشت کرنے، روزہ نہ رکھنے کی صورت میں مسکین کو کھانا کھلانے یا فدیہ رمضان ادا کرنے سے ہمدردی اور باہمی محبت کا جذبہ ترقی کرتا ہے۔سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔’’درحقیقت یہ قومی ترقی کا ایک بہت بڑا گر ہے کہ انسان اپنی چیزوں سے دوسروں کو فائدہ پہنچائے تمام قسم کی تباہیاں اسی وقت آتی ہیں جب کسی قوم کے افراد میں یہ احساس پیدا ہوجائے کہ ان کی چیزیں انہی کی ہیں دوسروں کا ان میں کوئی حق نہیں۔دنیا کے نظام کی بنیاد اس اصل پر ہے کہ میری چیز دوسرا استعمال کرے اور رمضان اس کی عادت ڈالتا ہے‘‘۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 375-376)

رمضان کی ایک اور حکمت یہ بھی ہے کہ روزہ جسمانی بیماریوں کا بھی علاج ہے۔حضرت ابو ہریرہؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ہر چیز کو پاک کرنے کے لئے اس کی ایک زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی ظاہری و باطنی زکوٰۃ اور پاکیزگی کا ذریعہ روزہ ہے۔(ابن ماجہ کتاب الصوم) اور ایک حدیث میں آیا ہے کہ صُوْمُوْا تَصِحُّوْا۔تم روزے رکھا کرو صحت مندرہوگے۔(جامع الصغیر للسیوطی)

سیدنا حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔’’روزے کئی قسم کی امراض سے نجات دلانے کا موجب بن جاتے ہیں۔آج کل کی تحقیقات سے معلوم ہوا ہے کہ بڑھاپا یا ضعف آتے ہی اس وجہ سے ہیں کہ انسان کے جسم میں زائد مواد جمع ہوجاتے ہیں اور ان سے بیماری یا موت پیدا ہوتی ہے۔اور روزہ اس کے لئے بہت مفید ہے‘‘۔

(تفسیر کبیر جلد دوم صفحہ 375)

رمضان اور قبولیت دعا

رمضان کا قبولیت دعا کے ساتھ گہرا تعلق ہے۔دراصل روزوں کی حکمت اور فلاسفی لقاء الٰہی کا حصول ہے۔محض بھوکا اور پیاسا رہنا اس سے مقصود نہیں۔رمضان کے بارہ میں احکامات کے درمیان ہی سورۃ البقرہ کی آیت 187 میں فرمایا کہ جب میرے بندے تجھ سے میرے بارہ میں سوال کریں تو پس میں تو بہت ہی قریب ہوں۔میں پکارنے والے کی پکار کا جواب دیتا ہوں جب وہ مجھے پکارے۔پس بندوں کو چاہئے کہ وہ مجھ سے بہت دعائیں کیا کریں۔رمضان کی برکات اور حکمتوں کا بیان اس آیت میں فرمادیا کہ رمضان میں خاص طور پر اللہ تعالیٰ بندہ کے قریب آجاتا ہے اور جب وہ اللہ سے مانگتا ہے تو اللہ قبول کرتا ہے۔رمضان میں تہجد، سحری، نفلی عبادات، افطاری اور تراویح کے اوقات خاص قبولیت کا ماحول پیدا کرتے ہیں۔تہجد تو دعاؤں کی قبولیت کا سب سے بہتر وقت ہوتا ہے۔پھر نمازوں اور نوافل کے علاوہ روزہ کے افطار کا وقت بھی قبولیت کا ہوتا ہے۔پس روزہ کی افطاری کے وقت بہت بابرکت گھڑی ہوتی ہے حدیث میں آیا ہے کہ روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی اسے افطاری کے وقت حاصل ہوتی ہے اور دوسری اس وقت ہوتی ہے جب روزہ کی وجہ سے خدا سے اس کا لقاء ہوگا۔(بخاری کتاب الصوم) اسی طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ ہر افطاری کے وقت اللہ تعالیٰ کچھ لوگوں کو (آگ سے) آزاد اور بری فرماتا ہے اور یہ (عمل) روزانہ شام کو ہوتا ہے۔(ابن ماجہ کتاب الصوم) حضرت عبداللہ بن عمرو بن العاصؓ بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ افطاری کے وقت ایک ایسی دعا ہے جو رد نہیں کی جاتی۔(ابن ماجہ کتاب الصوم) اس لئے افطاری کے وقت کے بابرکت لمحات کو ضائع نہیں کرنا چاہئے بلکہ قبولیت دعا کے اس وقت میں دعائیں کرنی چاہئیں۔کیا اچھا ہو کہ انسان روزہ افطار ہونے سے چند منٹ قبل وضو کر کے تخلیہ میں بیٹھ کر اپنے خدا سے اپنی مرادیں مانگے۔رسول کریم ﷺ سے افطار کے وقت میں ایک یہ عمدہ دعا پڑھنی بھی ثابت ہے۔اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ بِرَحْمَتِكَ الَّتِیْ وَسِعَتْ كُلَّ شَیْءٍ اَنْ تَغْفِرَلِیْ ذُنُوْبِیْ (مستدرک حاکم کتاب الصوم) کہ اے اللہ میں تجھ سے تیری اس رحمت کا واسطہ دے کر جو ہر شے پر حاوی ہے دعا کرتا ہوں کہ تو مجھے میرے گناہ بخش دے۔حضرت مصلح موعود فرماتے ہیں:۔’’اسی طرح دعا کے قبول ہونے کے اوقات بھی ہیں۔لیکن وہ ظاہری سامانوں کی حد بندیوں کے نیچے نہیں ہوتے بلکہ وہ انسانی قلوب کی خاص حالتوں اور کیفیات سے تعلق رکھتے ہیں جنہیں وہی انسان محسوس کرسکتا ہے جس پر وہ حالت وارد ہو............پس رمضان کا مہینہ دعاؤں کی قبولیت کے ساتھ نہایت گہرا تعلق رکھتا ہے یہی وہ مہینہ ہے جس میں دعا کرنے والے کے متعلق اللہ تعالیٰ نے قریبٌ کے الفاظ استعمال فرمائے ہیں اگر وہ قریب ہونے پر بھی نہ مل سکے تو اور کب مل سکے گا‘‘۔

(تفسیر کبیر جلد 2 صفحہ 408-409)

رمضان اور تلاوت قران کریم

رمضان اور قرآن کریم کا آپس میں گہرا تعلق ہے۔اللہ تعالیٰ نے سورۃ البقرہ کی آیت 186 میں فرمایا ہے:’’رمضان کا مہینہ جس میں قرآن کریم انسانوں کے لئے ایک عظیم ہدایت کے طور پر اُتارا گیا اور ایسے کھلے نشانات کے طور پر جن میں ہدایت کی تفصیل اور حق و باطل میں فرق کردینے والے امور ہیں‘‘۔یہ آیت کریمہ قرآن کریم کا رمضان المبارک کے ساتھ گہرا رشتہ باندھ رہی ہے۔قرآن کریم کا نزول رمضان میں شروع ہوا اور پھر رمضان کے بارہ میں قرآنی تعلیمات نازل ہوئی ہیں رمضان میں تمام احکام قرآن کے اترنے کا عملی مظاہرہ اپنے عروج پر پہنچا ہوتا ہے۔جب اللہ کے بندے اسکی عبادات میں منہمک ہوتے ہیں وہ حقوق اللہ اور حقوق العباد کی ادائیگی کی عملی کوششیں کرتے ہیں اور اپنے اندر پاک تبدیلی پیدا کرنے کی سعی بھی کرتے ہیں گویا کہ رمضان کے بارہ میں ہی قرآن نازل ہوتا دکھائی دیتا ہے۔پس یہ مہینہ ہمیں اس بارہ میں متوجہ کرتا ہے کہ ہم قرآن کریم کی تلاوت اور اس پر تدبر و تفکر کرنے میں خصوصی توجہ دیں۔حضرت جبریلؑ رمضان کے مہینہ میں آنحضرت ﷺ کو جس قدر قرآن کریم نازل ہوتا تھا اس کا دور کرواتے تھے اور آخری رمضان میں دوبار دور کروایا جس سے آنحضورؐ نے سمجھا کہ اب میری وفات کا وقت قریب ہے۔حضرت جبریلؑ کا آنحضورؐ کو رمضان میں قرآن کا دور کروانا ہمیں یہ دعوت عمل دیتا ہے کہ ہم بھی رمضان المبارک میں قرآن کریم کا کم از کم ایک دور ضرور مکمل کریں اس سے زیادہ جس قدر توفیق مل سکے تو اتنا ہی باعث خیر و برکت ہوگا۔رمضان اور قرآن کا ایک اور گہرا تعلق یہ ہے کہ یہ دونوں ہی ہمارے لئے روز قیامت اللہ کے حضور شفاعت کریں گے اور ہمارے لئے بخشش کے سامان پیدا کریں گے۔اس لئے رمضان میں خاص طور پر تلاوت قرآن کریم کا خود بھی التزام کرنا چاہئے اور اپنے اہل وعیال کو بھی اس کا پابند کرنا چاہئے تا رمضان اور قرآن ہمارے لئے روز قیامت سفارش کریں۔حضرت عبداللہ بن عمرؓ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ: روزے اور قرآن قیامت کے دن بندے کی سفارش کریں گے روزے کہیں گے اے میرے ربّ! میں نے اس بندے کو دن کے وقت کھانے پینے اور خواہشات سے روکا پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔اور قرآن کہے گا مَیں نے اسے رات کو نیند سے روکے رکھا پس اس کے حق میں میری شفاعت قبول فرما۔آنحضور ﷺ نے فرمایا کہ ان دونوں یعنی روزے اور قرآن کی سفارش قبول کی جائے گی۔(مسند احمد حدیث نمبر 6337)

رمضان اور تلاوت قرآن کریم کے ضمن میں حضور انور ایدہ الودود فرماتے ہیں:

’’قرآن کریم بھی رمضان میں ہر ایک کو کم از کم ایک دور مکمل کرنا چاہئے۔‘‘(خطبات مسرور جلد اول صفحہ 417)

پھر فرمایا:’’تو جس قدر استطاعت ہے اس پر غور کرتا رہے۔اس لئے قرآن شریف زیادہ پڑھنا چاہئے اور اس کی حسین تعلیم پر عمل کرنا چاہئے۔اس سے حصہ لینا چاہئے۔

بہرحال رمضان اور قرآن کی ایک خاص نسبت ہے جیسا کہ حدیث میں آتا ہے کہ جبریلؑ ہر رمضان میں جتنا قرآن نازل ہوچکا ہوتا آنحضرت ﷺ کے ساتھ مل کر اسے دہراتے تھے۔اس لئے بھی ان دنوں میں قرآن پڑھنے، سمجھنے اور درسوں میں شامل ہونے کی طرف توجہ دینی چاہئے تاکہ اس کا ادراک پیدا ہو، اس کو سمجھنے کی صلاحیت پیدا ہو، معرفت حاصل ہو‘‘۔(خطبات مسرور جلد اوّل صفحہ 417)

رمضان کا اخری عشرہ

رمضان کے آخری عشرہ کی خصوصی فضیلتیں بیان ہوئی ہیں۔اس عشرہ میں ایک تو خصوصی عبادت کا اہتمام ہے جب انسان خلوت نشینی میں حالت اعتکاف میں رہ کر عبادات بجالاتا ہے اور لقائے باری تعالیٰ کے حصول کے لئے سعی کرتا ہے۔اور پھر اس عشرہ میں لیلۃ القدر کی بابرکت اور مقدس رات آتی ہے جس کا حصول انسان کی روحانی زندگی میں ایک انقلاب برپا کرتا ہے۔اس عشرہ کا آنحضور ﷺ خصوصی اہتمام فرماتے تھے۔حضرت ابن عباسؓ بیان کرتے تھے کہ رسول کریمؐ نے فرمایا کہ اعتکاف کرنے والا گناہوں سے کنارہ کشی کرلیتا ہے اور مسجد میں بیٹھا رہنے کی وجہ سے اپنی جن نیکیوں سے وہ محروم رہتا ہے ان کا اجر بھی اللہ تعالیٰ اسے عطا فرماتا ہے۔(ابن ماجہ کتاب الصوم) حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ نبی کریم ﷺ (رمضان کے) آخری عشرہ میں داخل ہوتے تو کمر ہمت کس لیتے اور اپنی رات کو (عبادت میں شب بیداری سے) زندہ کرتے اور اپنے گھر والوں کو بھی جگاتے۔(بخاری کتاب الاعتکاف) آپؐ فجر کی نماز کے بعد (بیسویں رمضان کو) اپنے خیمہ اعتکاف میں تشریف لے جاتے۔(ابو داؤد کتاب الصوم) حضرت عائشہؓ کی ہی ایک اور روایت ہے کہ آنحضرت ﷺ رمضان کے آخری عشرہ میں عبادات میں جتنی کوشش و محنت اور مجاہدہ فرماتے تھے وہ جدوجہد اس کے علاوہ ایام میں کبھی

باقی صفحہ نمبر 13 پر ملاحظہ فرمائیں

بقیہ: رپورٹ دورہ حضور انور
از صفحہ نمبر 16

کہ اس کے ذریعہ سے انسانوں کا خدا کے ساتھ ایک رابطہ قائم ہوگیا ہے۔

اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ عربوں میں بھی جنّوں کا رواج ہے۔ ان میں بھی جنّ پڑ جاتے ہیں۔

اس کے بعد حضرت مصلح موعود رضی اللہ عنہ کا منظوم کلام "تیرے بندے اے خدا سچ ہے کہ کچھ ایسے بھی ہیں" عزیزم مرتضٰی منان نے بہت عمدہ آواز میں سنایا جس پر حضور انور نے اظہار خوشنودی فرمایا اور فرمایا: اچھی پڑھ لی ہے۔ کہاں سے آئے ہو؟ یہاں پیدا ہوئے ہو؟ جس جوش سے پڑھنی چاہئے تھی اسی طرح پڑھی ہے۔ دونوں چیزیں ملا کے درد بھی اور جوش بھی۔

اس کے بعد عزیزم حبیب احمد نے بنین اور نائیجر میں جماعت کے تعارف پر مشتمل ایک مضمون پیش کیا جس میں بتایا کہ بنین میں جماعت کا آغاز 1967ء میں ہوا جب مکرم Douda Sakiou صاحب بزنس کے سلسلہ میں نائیجریا گئے اور وہاں جماعت احمدیہ سے متعارف ہونے کے بعد جماعت میں داخل ہوگئے۔ اب ماشاء اللہ بنین میں 329 جماعتیں قائم ہیں۔ 187 مساجد ہیں جن میں سے 119 مساجد خود بنائی ہیں اور 68 مساجد تعمیر شدہ اماموں سمیت جماعت کو عطا ہوئی ہیں۔ اس وقت بنین میں پندرہ مبلغین خدمت بجالا رہے ہیں اور اُن کے ساتھ ساتھ پانچ لوکل مشنریز بھی شامل ہیں۔ اس کے علاوہ آٹھ معلّمین بھی کام کررہے ہیں۔ اس وقت بنین میں واقفین نو کی تعداد ساٹھ (60) ہے۔

جیسا کہ جماعت احمدیہ دوسرے افریقن ممالک میں تعلیم اور صحت کے میدان میں بھی خدمات بجالا رہی ہے۔ بنین میں جماعت احمدیہ کے دو سکولز ہیں۔ ایک ہسپتال، دو کلینکس، ایک ہومیوپیتھی ہسپتال اور ایک ڈسپنسری ہے۔

سرزمین بنین کو 2004ء میں یہ سعادت بھی حاصل ہوئی کہ خلیفۂ وقت کے مبارک قدم اس سرزمین پر پڑے۔ حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز جب 2004ء میں پہلی مرتبہ بنین تشریف لے گئے تو وہاں آپ نے مرکزی مسجد "المسجد المہدی" کا سنگ بنیاد رکھا۔ اس کے علاوہ Maraku میں ساٹھ بیڈ کے ہسپتال کا سنگ بنیاد بھی رکھا۔ اس وقت بنین کے صدر جنرل Mathieu Kerekou نے بھی حضور اقدس سے ملاقات کرنے کی سعادت حاصل کی۔

2008ء میں سرزمین بنین کو یہ سعادت دوبارہ حاصل ہوئی جب حضور اقدس تین روزہ دورے پر بنین تشریف لے گئے۔ آپ نے مرکزی مسجد اور ہسپتال کا افتتاح فرمایا۔ اور اس موقع پر اس وقت کے اور موجودہ صدر Dr. Boni Yayi نے حضور اقدس سے ملاقات کی سعادت پائی۔ اس کے علاوہ حضور نے بنین کے جلسہ سالانہ کے موقع پر خطاب بھی فرمایا۔

نائیجر میں جماعت 1976ء میں قائم ہوئی جب مکرم خالد عبداللہ صاحب نائیجیریا کے مبلغین کے ذریعہ جماعت احمدیہ سے متعارف ہونے کے بعد جماعت میں داخل ہوئے۔ 2000ء میں جماعت باقاعدہ طور پر رجسٹرڈ ہوئی اور اب ماشاء اللہ نائیجر میں 84 جماعتیں قائم ہیں۔ 59 مساجد ہیں جن میں سے 19 مساجد خود بنائی ہیں اور چالیس مساجد تعمیر شدہ اماموں سمیت جماعت کو عطا ہوئی ہیں۔ اس وقت نائیجر میں چار مبلغین خدمت بجالا رہے ہیں اور ان کے ساتھ ایک لوکل مشنری بھی شامل ہیں۔ اس وقت بنین میں واقفین نو کی تعداد دس ہے۔

2007ء سے ایک پرائمری سکول بھی قائم ہے جہاں اس وقت 65 طلباء تعلیم حاصل کررہے ہیں۔

افریقہ کے غریب ممالک میں اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی خصوصی ہدایات اور ارشادات کے تحت "ہیومینٹی فرسٹ انٹرنیشنل" کو غیر معمولی خدمات کی توفیق مل رہی ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ بنصرہ العزیز کی ہدایت کے مطابق بنین اور نائیجر "ہیومینٹی فرسٹ جرمنی" کے سپرد کئے گئے ہیں جہاں اس وقت غریب عوام کی خدمت کے لئے درج ذیل پروگرام جاری ہیں۔

1۔ پینے کا پانی مہیا کرنا
2۔ یتیم بچوں کی کفالت
3۔ آنکھوں کا علاج اور آپریشن
4۔ غریب، پسماندہ علاقوں میں میڈیکل کیمپس
5۔ تعلیم کے لئے سکولز اور نوجوانوں کو اپنے قدموں پر کھڑا کرنے کے لئے IT سینٹرز کا قیام۔
6۔ قدرتی آفات کے نتیجہ میں متاثرین کی فوری مدد۔

ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کے تحت احمدی نوجوانوں کو ان دونوں ممالک میں خدمت کی جو توفیق مل رہی ہے، اُس کا ذکر کرتے ہوئے احمد اشرف بٹر صاحب نے بتایا:

1۔ Water for Life Project

نائیجر اور بنین کے بعض علاقوں میں پانی کی کافی کمی ہے۔ آج کے ترقی یافتہ دَور میں جہاں گھروں میں پائپ لائنوں کے ذریعے پانی پہنچ جاتا ہے اور ہم میں سے کئی تو شاید کافی کافی دیر شاور کے نیچے نہانے کے مزے لیتے رہتے ہیں۔ وہاں افریقہ کے بعض ممالک میں پانی کی اس قدر کمی ہے کہ میلوں دُور جا کر کسی جھپڑ نما جگہ سے صرف پینے کے لئے پانی لانا پڑتا ہے۔ ایسی جگہوں سے بھی پانی پیا جاتا ہے جہاں انسان اور جانور نہاتے بھی ہیں۔

اس مشکل کا ایک حل تو یہ ہے کہ جہاں ممکن ہے وہاں واٹر پمپس لگائے جائیں۔ لیکن جو کمپنیاں یہ کام کرسکتی ہیں وہ اتنا زیادہ پیسہ لیتی ہیں کہ غریبوں کے لئے ایک عام سا نلکا بھی ایک خواب بن کر رہ جاتا ہے۔ ایک ایک نلکے کے لئے تین تین ہزار یورو لیا جاتا ہے جو کہ بعض دفعہ پورے گاؤں کے لئے بھی دینا ناممکن بن جاتا ہے۔

خدا تعالیٰ کے فضل سے خلیفۂ وقت کی زیر ہدایت ہیومینٹی فرسٹ اس پراجیکٹ پر کام کررہی ہے۔ ابھی گزشتہ سال ہی ہیومینٹی فرسٹ کو بنین میں پچاس پمپس اور اسی طرح نائیجر میں بھی پچیس جگہوں پر نلکے مرمّت کروانے کی توفیق ملی ہے۔ اور امسال بھی کئی جگہوں پر پمپس لگائے جارہے ہیں۔

مزے کی بات یہ ہے کہ جہاں دوسری کمپنیاں دو سے تین ہزار یورو لیتی ہیں وہاں ہیومینٹی فرسٹ صرف چھ سو یورو میں پمپس لگا سکتی ہے۔ اور یہ بے لوث اور رضا کارانہ خدمت کے ذریعے ہی ممکن ہوا کرتا ہے۔ جہاں منافع کی پرواہ نہ ہو بلکہ صرف اور صرف انسانوں کی خدمت ہی پیش نظر ہو۔

2 ۔کفالت یتامیٰ پراجیکٹ (Orphen Care)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ مَیں اور یتیم کی کفالت کرنے والا جنت میں اس طرح ساتھ ساتھ ہوں گے جس طرح یہ دو انگلیاں ساتھ ساتھ ہیں۔ افریقہ میں بھی مختلف بیماریوں، حادثات یا جنگوں وغیرہ کی وجہ سے بہت سے والدین وفات پا جاتے ہیں اور اپنے پیچھے لاوارث بچے چھوڑ جاتے ہیں جن کا خیال رکھنے والا بعض اوقات کوئی بھی نہیں ہوتا۔

حضرت خلیفۃ المسیح الخامس ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے 2008ء میں ہیومینٹی فرسٹ جرمنی کو بنین میں پچاس یتیموں کا خیال رکھنے کی ہدایت فرمائی۔ امسال مزید پچاس بچوں کا اضافہ ہوا ہے۔ بلکہ اب تو بفضلہٖ تعالیٰ اس سکیم کے تحت بنین میں Porto novo میں ان یتیم بچوں کے لئے ایک بلڈنگ بنانے کا کام بھی شروع ہوچکا ہے جس کا نام حضور اقدس نے ازراہ شفقت "دارالاکرام" منظور فرمایا ہے۔ کنسٹرکشن شروع ہوچکی ہے اور انشاء اللہ 8 ماہ میں مکمل ہوجائے گا۔

ہاں ایک اور اہم بات یہ ہے کہ اس نیک کام میں مدد کرسکتے ہیں اور وہ اس طرح کے ایک یتیم بچے کا ایک ماہ کا ہر طرح کا خرچہ جس میں تعلیم، صحت، کھانا اور دوسرے اخراجات شامل ہیں صرف 29 یورو ماہانہ ہے۔ اگر ہم چاہیں تو ایک بھائی کی اس طرح بھی مدد کرسکتے ہیں۔ اسی طرح ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعہ جو ہر سال مختلف چیزوں کے پیکٹس افریقہ بھجوائے جاتے ہیں اس میں بھی ہم حصہ لے سکتے ہیں۔

3 ۔ Gift of Sight

پیارے بھائیو! دنیا بھر میں آنکھوں کی مختلف قسم کی بیماریوں کے باعث بہت سے لوگ تکلیف کا شکار رہتے ہیں لیکن کبھی ادویات اور کبھی آپریشن کے ساتھ ان تکالیف کو دُور کرلیا جاتا ہے۔ مگر جو غریب ان ادویات یا آپریشن کا خرچ نہ اٹھا سکیں ان کے لئے علاج کروانا بہت مشکل ہوجاتا ہے۔ افریقہ میں بھی بہت سے لوگ غریب ہونے کی وجہ سے علاج نہیں کروا پاتے۔ ان کی ان تکالیف کو دُور کرنے کے لئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی زیر ہدایت ہیومینٹی فرسٹ جرمنی بھی بنین اور نائیجر میں خدمات بجالا رہی ہے۔ مثال کے طور پر گزشتہ سال اس سلسلہ میں بنین میں سفید موتیا کے 100 اور نائیجر میں بھی 100 آپریشن کروانے کی سعادت نصیب ہوئی۔ اسی طرح بنین کے 26 مقامات پر آنکھوں کو چیک کرنے کے لئے فری آئی کیمپس لگائے گئے جہاں لوگوں کو چیک کرکے فری چشمے تقسیم کئے گئے۔ اور اب ایک مستقل آپٹیکل سنٹر Porto Novo بنین میں کھول دیا گیا ہے جہاں دس ہزار فرانک سے زائد کے فری چشمے تقسیم کئے گئے۔

4 ۔ Medical Relief

اسی طرح دوسری بیماریوں کے علاج کے لئے میڈیکل کیمپس اور سرجری کیمپس بھی لگائے جاتے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس سکیم کے تحت یورپ کے احمدی اور غیر احمدی ماہرین اور بعض پروفیسر ڈاکٹرز بھی افریقہ جا کر فری میڈیکل کیمپس اور سرجری کیمپس میں شامل ہوتے ہیں جن میں جرمنی کے مشہور پروفیسر ڈاکٹر ہائن قابل ذکر ہیں جو تین بار بنین جا کر سرجریاں کرنے کی توفیق پا چکے ہیں۔

گزشتہ دو سالوں میں تیس سے زائد میڈیکل کیمپس لگائے جا چکے ہیں جن میں ڈیڑھ ہزار سے زائد مریضوں کا مفت علاج کیا گیا ہے۔ اس کے علاوہ تین بڑے سرجیکل کیمپس میں Viseral Surgery ہوئیں جن میں ہرنیا اور پراسٹیٹ کے آپریشن کئے گئے۔ اس کے علاوہ اس سکیم کے تحت جرمنی سے مختلف مشینیں اور دوسرے قیمتی آلات بنین کے احمدی اور دوسرے ہسپتالوں میں بطور عطیہ دیئے گئے۔ جن میں Dialise کرنے کی دس مشینیں بھی شامل تھیں۔ اب Cotonou بنین میں ایک ہسپتال بھی تعمیر کرنے کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔

5 ۔ Learn Skill

تعلیم کو عام کرنے کے سلسلہ میں تو جماعت ہمیشہ سرفہرست رہی ہے۔ اور کئی ممالک میں جماعت احمدیہ نے سکولز کھولے ہیں۔ کچھ سکولز جماعت خود چلا رہی ہے اور کچھ بنا کر حکومت کو تحفۃً پیش کر دیئے جاتے ہیں تا کہ علم کا نُور دُور دُور تک پھیل جائے۔ بنین، نائیجر اور ساؤتومے میں بھی ہیومینٹی فرسٹ کے ذریعہ تعلیم کو عام کرنے کی کوشش جاری ہے۔ مثلاً تینوں ممالک میں IT Centers کھولے گئے جہاں پر کمپیوٹر کے مختلف کورسز پر فری کلاسز کا مستقل نظام جاری ہے اور ان دو سالوں میں اب تک پانچ سو سے زائد طلباء مختلف کورسز کے ڈپلومے لے چکے ہیں۔

Porto Novo جہاں جماعت کا مرکزی مشن ہاؤس بھی ہے۔ اس کے پرائمری سکول میں مزید تین پکے کلاس روم تعمیر کروائے اور بینچ مہیا کئے گئے جس میں اب 120 سے زائد بچے با آسانی تعلیم حاصل کرسکیں گے۔ اور سکول کی ضروریات بھی پوری ہوگئی ہیں۔ (الحمدللہ)

6۔ Disaster Response

جماعت احمدیہ کا طرۂ امتیاز یہ ہے کہ جہاں بھی قدرتی آفات آتی ہیں جماعت اپنے وسائل کے مطابق خدمت انسانی میں آگے آگے ہوتی ہے۔ گزشتہ سال بنین میں جو سیلاب آیا اس میں بھی آفات میں گھرے ہوئے لوگوں کی مدد کی گئی جس میں 65 ٹن اناج لوگوں میں تقسیم کیا گیا اور 8 فری میڈیکل کیمپس لگانے کی بھی توفیق ملی۔ اسی طرح نائیجر میں قحط کے دوران 25 ٹن اناج اور 25 ہزار لوگوں کے لئے کپڑے مہیا کرنے کی توفیق ملی۔

حال ہی میں حکومت کی نمائندہ مادام گراس لوانی جو کہ صدر مملکت کی ایڈوائزر بھی رہی ہیں نے بھی میڈیا کو مخاطب ہوتے ہوئے کہا ہے کہ ہیومینٹی فرسٹ کے کاموں پر اپنی طرف سے اور حکومت کی طرف سے بہت شکرگزار ہوں کہ یہ دُور دراز سے ہمارے ملک کے غریب عوام کے لئے اتنے اخراجات کرکے آتے ہیں اور مفت علاج حتیٰ کہ آپریشن بھی کرکے جاتے ہیں۔ ان کی تمام کامیابیوں کی اصل وجہ ان کے پیچھے ایک ایسا دماغ ہے جو خدا تعالیٰ کے نُور سے پُر ہے اور وہ ان کے خلیفۃ المسیح کا دماغ ہے جو انہیں ہر وقت مخلوق خدا کی ہمدردی پر ابھارتا رہتا ہے اور یہ لوگ کام کرتے ہیں۔ مَیں حضور اقدس خلیفۃ المسیح کا بھی خاص طور پر شکریہ ادا کرتی ہوں اور یہ امید بھی رکھتی ہوں کہ اپنے انہی جذبات کے ساتھ بلکہ اس سے بھی مزید بڑھ چڑھ کر خدمات بجالاتے رہیں گے اور یہ بھی درخواست کرتی ہوں کہ مجھے ہمیشہ ان کے ساتھ رکھے کیونکہ یہ تعداد میں تھوڑے لوگ ہیں لیکن بہت کام کرنے والے ہیں۔

آخر میں حضور اقدس سے دعا کی درخواست ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اس بات کی توفیق دے کہ ہم اپنے وقف کا حق ادا کرنے والے ہوں اور جب اور جہاں حضور اقدس کا حکم ہو ہمیں وہاں بہترین خدمت کی توفیق ملے۔ آمین

اس کے بعد عزیزم مرتضٰی منان، نورالدین اشرف اور ذیشان احمد نے مل کر خدمت افریقہ کے حوالہ سے درج ذیل ترانہ بہت عمدہ آواز میں پیش کیا۔

ہم عہد یہ کرتے ہیں آقا، جب آپ ہمیں فرمائیں گے
ہم افریقہ کی خدمت کو، سب اڑتے اڑتے جائیں گے
جو زخم لگائے مغرب نے، وہ ہم جا کر سہلائیں گے
اور خدمت کیا ہوتی ہے یہ اب، ہم وقف نو بتلائیں گے
ہم اپنے بلالی بھائیوں کو، سینے سے جا کے لگائیں گے
ربّ نے چاہا تو پژمردہ چہرے اک دن مسکائیں گے
جب جان کا سودا ہم نے کیا، تو تن آسانی سوچنا کیا
ہم صحراؤں کو چھانیں گے، ہم جنگلوں میں گھس جائیں گے
گر جان بھی ہم کو دینی پڑی، ہم ہنس کر جان سے جائیں گے
رکھے گا زمانہ یاد ہمیں، وہ نقشِ وفا بن جائیں گے

حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے دریافت فرمایا کہ یہ کس نے لکھا ہے؟ نیشنل سیکرٹری صاحب وقف نو مکرم محمود احمد صاحب نے بتایا کہ انہوں نے لکھا ہے۔ حضور انور نے فرمایا کہ آپ شاعر بھی ہیں تھوڑے سے، شاعر لگ رہے ہیں۔

واقفین نو کو حضور انور کی نصائح اور ہدایات

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے تمام واقفین کو اہم ہدایات فرمائیں۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’یہ عہد صرف ترانے تک نہیں ہونے چاہئیں۔ یہ دل کی آواز ہونی چاہئے۔ یہ نہیں کہ صرف منہ سے کہہ دیا اس کے بعد دوڑ گئے اس لئے ہر وقف نو جو ہے وہ یاد رکھے کہ چاہے وہ کسی بھی فیلڈ میں ہے اس نے اپنی تعلیم سے فارغ ہو کر اپنی خدمات کو پہلے جماعت کے لئے پیش کر دینا ہے۔ جماعت اگر کہے گی، خلیفۂ وقت اگر کہے گا کہ تم لوگ جماعت کی خدمت کے لئے آ جاؤ تو اسی وقت فوراً آ جائیں۔ اور اگر کہا جائے گا کہ دو سال بعد، چار سال بعد اپنی فیلڈ میں Experience لے کر آؤ، تب آئیں۔ پھر اگر کہا جائے کہ اپنا کام کرو پھر کرتے رہیں۔ لیکن یہ فیصلہ آپ نے خود نہیں کرنا بلکہ جماعت نے کرنا ہے، خلیفۂ وقت نے کرنا ہے اس لئے یہ یاد رکھیں ہمیشہ، نہیں تو یہ صرف ترانے جو ہیں، ایک وقتی جوش ابھارنے کے لئے ہی نہ ہوں یہ مستقل آپ کی زندگی کا حصہ ہوں اور ایک واقف نو کو ہمیشہ یہ یاد رکھنا چاہئے۔ ہمیشہ میں نصیحت کرتا ہوں کہ اس کا معیار نیکی کا دوسروں سے بلند ہونا چاہئے۔ نمازوں کی ادائیگی کی طرف توجہ ہونی چاہئے۔ پانچ وقت نمازیں فرض ہیں لیکن مجھے پتہ ہے کہ بعض واقفین نو ایسے ہیں جو پانچ وقت نماز بھی نہیں پڑھتے۔ کوئی تین پڑھ ہوتا ہے کوئی چار پڑھ رہا ہوتا ہے اور بہانے ہو جاتے ہیں۔ یہ سب نفس کے بہانے ہیں ان کو دور کریں اور اس طرح باقی اخلاق جو ہیں وہ آپ کے بہت زیادہ اعلیٰ ہونے چاہئیں۔ دوسروں کی نسبت، سچائی آپ کا طرۂ امتیاز ہو آپ کا خاص نشان ہو۔ کبھی کسی بھی معاملہ میں جھوٹ نہیں بولنا چاہئے۔ پھر برداشت ہے۔ برداشت آج کل بہت کم ہوتی چلی جا رہی ہے دنیا میں۔ اور صبر ہے یہ بھی آپ میں پیدا ہونا چاہئے تبھی آپ حقیقت میں فیلڈ میں جا کر اپنی خدمات کا صحیح استعمال کر سکتے ہیں۔ بہر حال اللہ تعالیٰ آپ کو اس کی توفیق دے‘‘۔

بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: کوئی بات پوچھنی ہے تو پوچھ لیں۔

❁ ایک طالبعلم نے پوچھا کہ وہ میڈیسن میں داخلہ لینا چاہتا ہے تو حضور انور نے فرمایا: میڈیسن میں داخلہ مل جاتا ہے تو لے لیں۔ اللہ کرے مل جائے۔ ڈاکٹر تو جتنے بن جائیں اتنے کم ہیں۔ جس طرح ہمیں مبلغین کی ضرورت ہے اسی طرح ڈاکٹرز اور ٹیچرز کی زیادہ ضرورت ہے اور باقی فیلڈز میں بھی اسی طرح ہے۔

❁ ایک واقف نو نے سوال کیا کہ دسویں کلاس کے بعد جامعہ میں آنا چاہے یا Abitur (ایف ایس سی) کے بعد۔ تو اس پر حضور انور نے دریافت فرمایا جامعہ والوں کا کیا خیال ہے۔ حضور انور کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ جو لائق لڑکے ہوں انہیں Abitur کا مشورہ دیا جاتا ہے۔ حضور انور نے طالبعلم کو مخاطب ہوتے ہوئے فرمایا: کر سکتے ہو تو Abitur کر لو۔ بڑی اچھی بات ہے۔ ذرا experience ہو جائے گا۔ تھوڑے اَور میچور ہو جاؤ گے۔

جامعہ میں داخلہ کے لئے تین طلباء نے دعا کی درخواست کی۔ حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا: ’’اللہ فضل کرے، اگر اس قابل ہو گے تو انشاء اللہ سلیکٹ ہو جاؤ گے۔ اگر نیت نیک ہے۔ کافی لوگوں نے درخواست دی ہے اگر زیادہ ہوئے تو UK لے جائیں گے۔

❁ ایک واقف نو نے اپنے شہر Gieben میں مسجد کی جگہ مل جانے کے لئے دعا کی درخواست کی۔ حضور انور نے فرمایا: اللہ تعالیٰ فضل فرمائے، جگہ مل جائے۔

❁ ایک واقف نو نے بتایا کہ اُسے زبانوں میں دلچسپی ہے تو حضور انور نے دریافت فرمایا: کس زبان میں دلچسپی ہے۔ طالبعلم نے بتایا فرنچ اور انگریزی میں۔ حضور انور نے فرمایا: جرمن اچھی آتی ہے تو پھر انگلش میں کر لو۔ اگر انگلش میں دلچسپی ہے۔

❁ ایک واقف نو نے بتایا کہ اُس نے Abitur (ایف ایس سی) کیا ہے اور اسے دلچسپی آسٹرونومی اور فزکس میں ہے۔ حضور انور نے فرمایا فزکس والوں کو ہی آسٹرونومی میں داخلہ دیتے ہیں۔ ٹھیک ہے اگر دلچسپی ہے تو کر لو لیکن آسٹرونومی کر کے پھر آگے ماسٹرز بھی کرنا ہے۔ آگے پڑھنا ہے پھر۔ صرف ڈگری لے کے بیٹھ نہ جانا۔

❁ ایک واقف نو نے بتایا کہ وہ اکنامکس کا Thesis لکھ رہا ہے جس کا موضوع ہے:

"The Proposed Free Trade Agreement between India and EU"

اس پر حضور انور نے فرمایا: انڈیا تو نئی Emerging Economy ہے۔ وہ تو کھا جائے گی کچھ سالوں میں یورپ کو۔ فرمایا: ٹھیک ہے کریں۔

آخر پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے سب واقفین نو کو اللہ حافظ اور السلام علیکم کہا اور پھر ’’واقفات نو‘‘ کی کلاس کی طرف تشریف لے گئے جو ساتھ ہی خواتین کے ہال میں ہو رہی تھی۔ واقفین نو کی کلاس بارہ بج کر 30 منٹ پر ختم ہوئی۔

رپورٹ کلاس واقفات نو (لجنہ) جرمنی

اس کلاس میں جرمنی بھر سے 241 لجنہ واقفات نو نے شمولیت کی سعادت حاصل کی۔ یہ سب وہ واقفات نو تھیں جنہوں نے وکالت وقف نو کے جاری کردہ نصاب کے سالانہ امتحان میں جرمنی بھر میں بالترتیب 250 پوزیشنز حاصل کی تھیں۔

یہ کلاس بارہ بج کر 40 منٹ پر شروع ہوئی۔ قرآن کریم کی تلاوت عزیزہ ساجدہ قریشی صاحبہ نے کی اور اس کا اردو ترجمہ عزیزہ ثمرہ منور نے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزہ ہانیہ احمد صاحبہ نے درج ذیل حدیث پڑھی اور عزیزہ ہدیٰ نعیم نے اس کا ترجمہ پیش کیا:

’’حضرت ابو امامہ باھلیؓ بیان کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حضور دو آدمیوں کا ذکر کیا گیا۔ ان میں سے ایک عابد تھا اور دوسرا عالم۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: عالم کی فضیلت عابد پر ایسی ہے جیسی میری فضیلت تم میں سے ایک معمولی آدمی پر ہے۔ یعنی دونوں میں بہت بڑا فرق ہے۔ پھر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اللہ اور اس کے فرشتے، آسمانوں میں رہنے والے اور زمین میں رہنے والے، یہاں تک کہ چیونٹی جو بل میں ہے اور مچھلی جو پانی میں ہے، یہ سب دعائیں مانگتے ہیں اُس شخص کے لئے جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دیتا ہے‘‘۔ (حدیقۃ الصالحین صفحہ 211-210)

اس حدیث کا ذکر کرتے ہوئے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ:

اِس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ علم ایسا ہو جو لوگوں کو بھلائی کی تعلیم دینے والا ہو، لوگوں کے فائدہ کے لئے ہو۔ اس کا مطلب یہ نہ لے لینا کہ عبادت کی ضرورت نہیں پڑی اور علم حاصل کرو۔ بس نمازیں چھوڑ دو۔ اللہ تعالیٰ کا یہ حکم ہے کہ مقصدِ پیدائش جو انسان کا ہے وہ عبادت ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موقع کے لحاظ سے ارشاد فرماتے تھے۔ تو وہ موقع کے لحاظ سے اس ریفرنس میں کسی سے بات کی تھی کہ بعض عابد جو اپنے آپ کو عابد سمجھتے ہیں ان سے وہ بہتر ہیں۔ جو علم حاصل کرنے والے ہیں۔ علم حاصل کر کے اس پر عمل کرنے والے ہیں۔ اور ایک حقیقی عالم جب علم حاصل کرتا ہے تو یہ نہیں ہوسکتا کہ وہ عابد نہ بنے۔ وہ علم حاصل کرنے والا بھی ہوگا اور مخلوق کی خدمت کرنے والا بھی ہوگا اور علم کو پھیلانے والا بھی ہوگا۔ تو یہ سوچ ہونی چاہئے۔ کل کو تم لوگ نمازیں چھوڑ کر نہ بیٹھ جانا۔

اس کے بعد عزیزہ مدیحہ احمد نے حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کا منظوم کلام ’’قرآں کتاب رحماں، سکھلائے راہ عرفاں‘‘ خوش الحانی سے پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزہ عمرانہ احمد اور عزیزہ ھبہ اسلم نے مضمون ’’علم کا سرچشمہ قرآن کریم‘‘ پڑھا۔ بعد ازاں عزیزہ عائشہ نصرت اور عزیزہ ملاحت احمد نے مضمون ’’علم کا سرچشمہ حدیث‘‘ پیش کیا۔

اس کے بعد تنزیلہ ظفر اور عزیزہ ندرت نجم نے مضمون ’’علم کا سرچشمہ کتب حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام‘‘ پیش کیا۔ بعد ازاں عزیزہ عائشہ شاہین اور عزیزہ نبیلہ احمد نے مضمون ’’علم کا سرچشمہ خطبات امام‘‘ پیش کیا۔

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی واقفاتِ نو کو نصائح اور ہدایات

حضورِانور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا:

’’یہ ساری لجنہ پندرہ سال سے اوپر کی ہیں۔ پندرہ سال سے اوپر جو عمر ہے بڑی میچور عمر ہوتی ہے۔ کچھ دسویں کلاس سے چلی گئی ہونگی۔ کچھ آبیٹور (Abitur) کر رہی ہیں۔ کچھ یونیورسٹی میں چلی گئی ہیں۔ میرا خیال ہے کچھ شادی شدہ بھی ہیں۔ قرآنی احکامات کی باتیں ہو رہی ہیں تو قرآن کے احکامات میں حقوق اللہ اور حقوق العباد۔ اللہ کے حق اور بندے کے حق خاص طور پر بیان ہوئے۔ حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے فرمایا قرآن کریم میں سات سو حکم ہیں۔ بعض جگہ فرمایا پانچ سو حکم ہیں۔ لیکن اگر تفصیل سے دیکھا جائے تو اس سے بھی زیادہ احکامات ملتے ہیں۔ لیکن بعض احکامات کو ایک جگہ اکٹھا کر کے حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے سات سو حکم کہا ہے۔ لیکن قرآن کریم کے بے شمار احکام ہیں اس کے حکموں پہ عمل کرنا ہر ایک کے لئے ضروری ہے۔ مرد ہو یا عورت ہو۔ بعض حکم مردوں اور عورتوں کے لئے کامن ہیں۔ بعض حکم ہیں جو عورتوں کے لئے مخصوص ہیں۔ بعض مَردوں کو دیئے گئے ہیں قرآن کریم نے نماز روزہ زکوٰۃ حج اس قسم کی باتیں کی ہیں قربانی کی اور عبادات کی۔ یہ مردوں کے لئے بھی ہیں اور عورتوں کے لئے بھی، لڑکیوں کے لئے بھی بچیوں کے لیے بھی۔ ہر ہوشمند مسلمان کے لیے۔ اور آپ لوگ جو واقفات نو ہیں ان چیزوں پر پابندی تو کرنی ہے۔ اس کے علاوہ بعض احکامات ہیں وہ دیکھنے ہیں۔

مثلاً یورپ میں رہتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں خاص طور پر پردے کی اہمیت کو اجاگر کیا۔ یہ صرف عورتوں کو، لڑکیوں کو، بچوں کو بعض دفعہ غلط فہمی ہو جاتی ہے کہ صرف پردہ کا حکم ہمیں کیوں دیا گیا ہے۔ مردوں کو بھی کوئی حکم ہونا چاہئے پردے کا۔ حالانکہ جہاں اللہ تعالیٰ نے پردے کا حکم دیا ہے وہاں نظریں نیچی رکھنے کا پہلے حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو تا کہ تمہاری حیا ٹپکے۔ اس سے پہلی آیت میں مردوں کے لئے حکم دیا ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھو۔ بلاوجہ یونہی دائیں بائیں دیکھتے نہ جاؤ۔ ہر ایک عورت کی طرف نظر اٹھا کر نہ دیکھو۔ پہلے مرد کو حکم ہے پھر عورت کو حکم ہے کہ اپنی نظریں نیچی رکھے اور اپنی زینت ظاہر نہ کرے۔ پھر آگے اس کی تفصیل ہے کہ اپنے سروں کو ڈھانکو۔ اپنے جو جسم کے اعضاء ہیں ایسے جنہیں پردے کی ضرورت ہے، جن کو مردوں سے چھپانے کی ضرورت ہے ان کو چھپاؤ۔ باہر ایسی زینت ظاہر نہ کرو جو تم اپنے ماں باپ، بھائی اور سگے رشتہ داروں کو دکھاتی ہو۔ تو باپ اور بھائی اور سگے رشتہ داروں میں چہرہ ہی ننگا ہوتا ہے ناں باقی ننگ تو ظاہر نہیں ہو رہا ہوتا۔ ہاتھ نظر آ رہے ہوتے ہیں۔ یا سر پہ دوپٹہ نہ ہو تب بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ چہرہ بھی نظر آ رہا ہوتا ہے۔ لیکن انسان باقی جسم مکمل طور پر باپ بھائی وغیرہ کے سامنے نہیں کرتا۔ ہر عقلمند انسان ایسا کرتا ہے۔ لیکن اس کے علاوہ جب باہر نکلو تو اس سے بڑھ کر تمہارا پردہ ہونا چاہئے۔ یہ حکم ہے۔

واقفات نو کو نصیحت کرتے ہوئے حضور نے فرمایا:

’’واقفات نو جو ہیں ان کو یہ مدنظر رکھنا چاہئے کہ اپنے ہر معاملے میں رول ماڈل بنیں۔ ایک نمونہ بننا ہے۔ اس لئے اس معاشرے میں جہاں پردے کا بڑا شور ہوتا ہے۔ پردے کو بھی جاری رکھنا ہے۔ اس کے ساتھ حیا کا پہلو بھی ہو۔

صرف حجاب لینے سے پردہ نہیں ہو جاتا۔ جب تک حیا نہیں ہوگی عورت، مرد لڑکے لڑکی کے آپس کے میل جول میں علیحدگی نہیں ہوگی۔ ایک بیریر (Barrier) ہونا چاہئے۔ کسی کو جرأت نہ ہو کہ غلط نظر ڈالے کسی لڑکی پر۔ اور واقفات نَو کے نمونے جو ہوں گے تو آئندہ دوسروں کی اصلاح کا باعث بننے والے ہوں گے۔ پس ہمیشہ یہ یاد رکھیں کہ آپ کا پردہ قرآنی حکم کے مطابق ہونا چاہیے کہ جب وہ باہر نکلے تو کسی قسم کی زینت اور حسن عورت کا لڑکی کا دوسروں کو نظر نہ آتا ہو۔ سر ڈھکا ہو، بالوں کا پردہ ہے، چہرے کا پردہ ہے۔ ضروری نہیں ہے کہ ناک بند کر کے ہی چلنا ہے۔ اگر میک اپ نہیں کیا ہوا، ٹھوڑی، ماتھا، اور بالوں کا جو پردہ ہے وہ ٹھیک ہے لیکن اگر میک اَپ کیا ہوا ہے تو بہرحال چہرہ چھپانا ہوگا۔ پھر اگلے میعار بڑھتے ہیں جو بعض لڑکیاں پاکستان سے آتی ہیں وہاں نقاب اور برقعہ پہن کر آتی ہیں یہاں آ کر اسکارف لینے لگ جاتی ہیں۔ تو وہ غلط ہے۔ ایک اچھا معیار جو پردے کا اختیار کیا ہے تو اس کو قائم رکھنا چاہئے۔ اچھائی سے برائی کی طرف، نیچے نہیں آنا چاہیے، میعار اوپر جانا چاہئے۔ افریقہ کا ابھی پروگرام ہو رہا تھا لڑکوں میں۔ وہاں اگر مسلمان ہوتی ہیں Pagans میں سے، لامذہبوں میں سے، عیسائیوں میں سے، تو ان کے پردے کا معیار بالکل نہیں ہے لیکن جب پردہ کرتی ہیں تو ان کے لئے لباس پہن لینا اور اپنے آپ کو ڈھانک لینا ہی بہت بڑا پردہ ہے۔ ان میں سے بعض جب ترقی کرتی ہیں روحانی لحاظ سے تو برقع بھی پہنتی ہیں۔ تو ایک اچھی مومنہ کا جو لیول ہے اوپر جانا چاہئے۔ واقفات نَو کو ہمیشہ یہ ذہن میں رکھنا چاہیے کہ وہ نمونہ ہیں دوسروں کے لئے۔ آپ لوگوں کو دوسری بچیاں دوسری عورتیں دیکھتی ہیں۔ اگر آپ کے نمونے قائم نہیں ہوں گے تو کوئی فائدہ نہیں ہوگا۔ اب یہ جو کہتے ہیں جینز پہن لیتی ہیں عہدیدار یا عہدیداروں کی بچیاں اور یہ اور وہ۔ اگر آپ میں سے کوئی پہن لیتا ہے جینز، skin جینز۔ سوال یہ ہے کہ ایسا لباس یعنی جینز پہننے میں کوئی حرج نہیں۔ لیکن کوئی بھی ایسا لباس جس سے جسم کے حصّے یا اعضاء ظاہر ہوتے ہوں، تنگ لباس ہو وہ منع

ہے۔ ہندوستان میں رواج ہے تنگ پائجامہ پہننے کا،لیکن جب باہر نکلتے ہیں تو برقعہ ہوتا ہے،لمبا کوٹ ہوتا ہے یا چادر ایسی ہونی چاہئے جس نے کم ازکم گھٹنوں تک لپیٹا ہو۔جینز اگر پہن لی ،اگر لمبی قمیص ہے تو کوئی حرج نہیں۔لیکن اگر جینز پہن کے چھوٹا بلاؤز ہے صرف سر پر حجاب لے کر باہر نکل آئی ہیں تو وہ بے فائدہ چیز ہے۔کیونکہ سر کا پردہ تو آپ نے کرلیا جسم کا نہیں کیا اور حیا جو ہے وہ قائم رکھنا اصل مقصد ہے۔حیا کے معیار بڑھنے چاہئیں۔اصل چیز یہ ہے ۔ عورت کا تقدس اسی میں ہے۔ بلکہ اب تو پچھلے دنوں ٹی وی پر ایک پروگرام غیروں کا آرہا تھا مسلمانوں کا۔کوئی عورتیں جو اب مسلمان ہوئیں ہیں انہوں نے کہا ہے کہ ہم اپنے آپ کو ڈھانک کے زیادہ محفوظ محسوس کرتی ہیں۔ بلکہ ایک عیسائی انگریز عورت کا بھی اس میں بیان تھا کہ مرد جو پردے پردے کا شور مچاتے ہیں کہ ہم نے عورت کو آزادی دلوادی۔ حالانکہ مسلمان نہیں تھی وہ عیسائی جرنلسٹ ہے اس نے کہا کہ پردہ دیکھ کے اور یہ ساری باتیں سن کے مَیں سمجھتی ہوں کہ مغرب میں پردہ چھڑایا جارہا ہے ۔ مردوں نے اپنی عیاشی کے لئے ،اپنی نظروں کی تسکین کے لئے چھڑایا ہے عورتوں کی آزادی کے لئے نہیں چھڑایا۔اس لئے ہمیشہ یاد رکھیں کہ عورت کا ایک تقدس ہے ،اس تقدس کو قائم رکھنا ہے۔اس تقدس کو قائم رکھنے کی مثال واقفات نَو نے بننا ہے ہر بارہ میں ہر معاملے میں۔ کیونکہ پردہ آج کل ایشو ہے اس لئے مَیں نے اس کو چھیڑ دیا ہے۔ ہر چیز میں ،عبادتوں میں آپ کا معیار اچھا ہونا چاہئے۔دوسرے احکامات میں معیار اچھا ہونا چاہئے ۔ جیسا کہ مَیں نے کہا حضرت مسیحِ موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ جو سات سو حکم کی پابندی نہیں کرتا ، یہاں تک لکھا ہے کہ وہ میری جماعت میں سے نہیں۔تو یہ تلاش کرنا آپ لوگوں کا کام ہے۔تا کہ جس جس ماحول میں رہ رہی ہیں مختلف جگہوں پر،اس جگہ پر باقی احمدی لڑکیوں کے لئے بھی ، باقی احمدی عورتوں کے لئے بھی آپ کے نمونے قائم ہوں۔ یہ سوچیں اور اگر یہ ہو جائے گا توانشاءاللہ تعالیٰ آپ لوگ پھر انقلاب لانے والی بنیں گی ‘‘۔

اس کے بعد عزیزہ درعجم ،قرۃ العین،عمیرہ حمید،اور انعم باجوہ نے مبارک احمد ظفر صاحب کا ترانہ ’’ہیں واقفات ہم وفا کے گیت گائیں گی‘‘ پڑھا۔حضور نے فرمایا ’’یہ جو ترانہ تم لوگوں نے سنا اور انجوائے کیا ۔ یہ صرف انجوائے کرنے کی حد تک نہیں ہونا چاہئے‘‘۔ترانے کا مطلب سمجھاتے ہوئے حضور نے فرمایا ’’زمین و آسماں بنانا کیا ہے؟ نہ تو زمین نئی آسکتی ہے اور نہ آسمان بن سکتا ہے۔ زمین بھی وہی رہنی ہے اور آسمان بھی وہی رہنا ہے۔اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک محاورہ ہے کہ جو معاشرے میں برائیاں پھیل گئی ہیں ان کو بدلنے کے لئے انبیاء آتے ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام اس زمانے میں اسی لئے آئے تھے۔اور کہتے ہیں کہ ایک نئی زمین و آسمان پیدا ہوگا۔آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی لئے آئے تھے کہ اس کام کو جاری رکھنے کے لئے۔کچھ لوگ ایسے ہونے چاہئیں جو اپنی مثالیں قائم کرتے ہوئے اس معاشرے کی اصلاح کا باعث بنیں۔پس واقفات نو جو ہیں نیا زمین و آسمان تبھی بنا سکتی ہیں جب اس معاشرے کی اصلاح کا باعث بن جائیں۔اور اصل دین لاگو ہو نہ یہ کہ روایات کو اختیار کرلیا جائے۔

واقفات نَو کے سوالات کے جوابات

اس کے بعد بعض واقفات نو نے مختلف سوالات کئے اور حضور اقدس نے ازراہ شفقت ان کے جوابات دیئے۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے دعا کی درخواست کی اپنے گھر والوں کیلئے اور اپنے آبی ٹوُر (ایف ایس سی) مکمل ہونے کے لئے۔حضور نے فرمایا ’’اللہ فضل کرے‘‘ اب کوئی سوال کرو۔

ایک واقفہ نو نے اپنے لکھے ہوئے اشعار سنانے کی اجازت مانگی جو پیارے آقا نے ازراہِ شفقت عطا کی۔اس کے بعد ایک واقفہ نو نے سوال پوچھا کہ جو پمفلٹ جماعت کی طرف سے تقسیم ہوتے ہیں،بعض اوقات غیر لوگ انہیں نیچے پھینک دیتے ہیں اور بے ادبی ہوتی ہے اگر تصاویر نہ چھاپی جائیں تو بہتر ہوگا۔حضور نے فرمایا ’’جہاں اس طرح کی صورتحال ہو میں نے کہا ہے کہ تصاویر نہ چھاپا کریں۔صرف میسج (Message) دیدیا کریں۔بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے کہ مَیں نے اپنی تصویر اس لئے کھنچوائی کہ یورپ کے لوگوں میں ایک قیافہ شناسی ہوتی ہے ۔دیکھ کے پہچان لیتے ہیں۔تو اس چہرے کو دیکھنے کی وجہ سے پہچان لیں۔تو ظاہر ہے جب وہ تصویر جائے گی ہر ایک جو دیکھنے والے ہوں گے،کچھ ایسے بھی ہوں گے جو اس کا صحیح استعمال نہیں کریں گے اس کے باوجود حضرت مسیح موعود علیہ اسلام نے تصویر کھنچوائی۔اگر چھوٹی تصویر حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی لگ جائے تو کوئی حرج نہیں۔کچھ لوگوں کی اصلاح کا ذریعہ بن جائے۔کچھ لوگوں کو صحیح رستہ دکھانے کا ذریعہ بن جائے۔لیکن بہرحال عموماً تو یہ لوگ ایک وقت تک ہی لٹریچر کو رکھتے ہیں۔یہاں کی بات کیا کررہی ہو پاکستان میں لوگ جو احمدی ہیں ان کے گھروں میں بعض دفعہ میں نے دیکھا ہے کہ رسالے ،کتابیں اور تصویریں نیچے پڑی ہوتی ہیں کوڑے کے ڈھیروں میں تو اس لئے یا تو اس کو شریڈ (Shred) کردینا چاہئے یا جلا دینا چاہئے۔لیکن بہرحال اس میسج میں چھوٹی سی تصویر دی جاسکتی ہے۔یہ دیکھ لو کہ ایسے لوگ ہوں کہ دے کس کو رہے ہو تم لوگ۔کچھ پمفلٹ ایسے بھی بنے ہیں جس میں تصویریں نہیں تھیں۔تو زیادہ تصویریں نہیں ہونی چاہئیں زیادہ سے ایک آدھ تصویر ہو جائے تو ٹھیک ہے‘‘۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے نظم سنانے کی خواہش کا اظہار کیا۔حضور نے فرمایا وقت کم ہے دو اشعار سنا دو۔اس نے درثمین سے ’’جمال وحسن قرآن......‘‘ کے دو اشعار سنائے۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے کہا کہ مَیں اپنے خاوند کے ساتھ باجماعت نماز پڑھتی ہوں لیکن کہیں نہ کہیں میری توجہ ہٹ جاتی ہے۔

حضور نے فرمایا ’’حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے لکھا ہے۔قرآن کریم میں آیا ہے ’’اَقِمِ الصَّلٰوۃ‘‘ کہ نماز قائم کرو۔اور قائم کرنا کیا ہوتا ہے کسی چیز کو مضبوطی سے کھڑا کرنا۔تو مضبوطی سے کھڑی اس وقت کوئی چیز کی جاتی ہے جب وہ نیچے گررہی ہو،تو انہوں نے فرمایا نماز میں جو مختلف خیال آتے ہیں تو نماز نیچے گررہی ہوتی ہے۔پھر جلدی سے ایک دم توجہ پیدا ہو جائے تو اس کو کھڑا کرنے کی کوشش کرو۔ استغفار پڑھو،دعا کرو،اَعُوذُ باللہ پڑھو اور پھر توجہ کرو۔ آہستہ آہستہ اسی طرح ہوتا ہے نماز میں تین رکعتیں پڑھی ہیں تو دو رکعتوں میں ادھر اُدھر پھرتا رہتا ہے انسان ایک رکعت توجہ سے پڑھ لیتا ہے۔کوشش یہ کرو ایک سے دو پہ آؤ۔دو سے تین پہ آؤ جو عمل ہے نماز کا،سجدہ ہے،اقامت ہے،قعدہ ہے،بیٹھنا ہے التحیات پر،دو سجدوں کے درمیان، ہر ایک دعا پہ اگر الفاظ کا ترجمہ آتا ہو اس پر غور کرو تو اس کی طرف توجہ پیدا ہوگی۔پھر سجدے میں اپنے لئے دعا کرو۔تکلیف ہو درد ہو تو انسان دعا کرتا ہے اپنے لئے۔اس وقت نماز کی اور حالت ہوتی ہے۔تو یہ کوشش کرو نماز میں دعا کرو اپنے لئے کہ اللہ تعالیٰ میری اصلاح کرے پاکیزگی عطا کرے۔درد کے ساتھ جو دعا کروگی تو توجہ پیدا ہوگی۔ کوئی نہ کوئی ایشو ایسا ہوتا ہے جس سے دعا کی طرف توجہ پیدا ہوتی ہے۔اس کو پہلے اپناؤ اس طرح تعلق بڑھتا جاتا ہے۔یہ جو کیفیت ہے یہ ہر وقت ایک جیسی بھی نہیں رہتی۔بعض دفعہ اللہ تعالیٰ نے دعا قبول کرنی ہو فوری طور پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی ہے۔بعض دفعہ ایک نارمل دعائیں ہو رہی ہوتی ہیں۔توجہ قائم رکھنی چاہئے۔لیکن یہ نہیں کہ ایک دفعہ مَیں نے جمعہ میں مثال دی تھی۔حضرت مصلح موعودؓ نے مثال دی ہے ایک شخص تھا وہ ایک مسجد میں گیا،تو وہاں امام صاحب نماز پڑھا رہے تھے،یہ جا کر پیچھے کھڑا ہوگیا۔لیکن یہ شخص جو گیا اس کا اللہ تعالیٰ کے ساتھ خاص تعلق تھا۔تو اللہ تعالیٰ نے اس کو نماز پڑھتے پڑھتے بتایا کہ جو امام آگے کھڑا ہو کر نماز پڑھا رہا ہے اس کے دل کی کیفیت یہ نہیں ہے کہ نماز کی طرف توجہ ہو۔ بلکہ وہ مولوی صاحب جو تاجر پیشہ تھے یہ سوچ رہے ہیں کہ مَیں امرتسر سے یا فلاں شہر سے یہ سامان خریدوں گا پھر دہلی لے کر جاؤں گا۔اور وہاں جا کر بیچوں گا۔پھر دہلی سے مَیں کلکتے جاؤں گا،وہاں جا کر بیچوں گا۔وہاں سے مَیں مکّہ جاؤں گا،بجائے اس کے کہ حج کروں یا مکّہ کا طواف کروں یا مدینہ جا کر اپنے جذبات کا اظہار کروں رقت پیدا کروں وہاں جا کر سامان بیچوں گا۔پھر وہاں سے مَیں بخارا جاؤں گا رشیا میں۔یا اسی طرح فرانکفرٹ سے کوئی چلے کولون جائے پھر وہاں سے ہمبرگ جائے وہاں سے پھر کہیں اور جائے اپنا سامان بیچتا ہوا۔تو جو شخص پیچھے نماز پڑھ رہا تھا اس نے نماز توڑ دی اور علیحدہ ہو کر نماز پڑھنے لگ گیا۔جب نماز ختم ہوئی تو لوگوں نے جو باقی نمازی تھے مولوی صاحب سے کہا کہ اس نے آپ کے پیچھے نماز نہیں پڑھی اور توڑ کر پیچھے کھڑا ہوگیا۔امام بہت ناراض ہوا،کہ تم نے یہ کیا کیا۔پتہ نہیں کہ نماز توڑنے کا اور امام کے پیچھے نماز نہ پڑھنے کا کتنا بڑا گناہ ہے۔اس نے کہا مولوی صاحب بات یہ ہے کہ مَیں بوڑھا اور کمزور آدمی ہوں۔ امرتسر سے آپ دہلی گئے اس وقت مَیں آپ کے ساتھ چلا گیا۔پھر دہلی سے آپ کلکتے پہنچ گئے مَیں چلا گیا۔مکّہ تک بھی میرا خیال تھا آپ کا ذہن صاف ہو جائے اللہ اور اس کے رسول کا خیال آجائے لیکن آپ تو اس سے بھی آگے جا رہے تھے۔مَیں کمزور آدمی آپ کا ساتھ نہیں دے سکتا اس لئے مَیں پیچھے ہٹ گیا۔تو یہ نمازیں ایسی نہیں ہونی چاہئیں،مختلف پھر خیال آتے چلے جائیں۔جہاں توجہ پیدا ہو وہیں ’’اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم‘‘ پڑھ کے پھر واپس آؤ۔نماز کی توجہ کی طرف،آہستہ آہستہ کوشش کرو ایک وقت ایسا آتا ہے توجہ پیدا ہوتی رہتی ہے۔سو فیصد ذوق کی کیفیت طاری ہو جاتی ہے بہت بڑے مجاھدے کے بعد۔اللہ تعالیٰ نے یہ نہیں کہا کہ نمازیں پڑھو گے تو منزلیں طے کرلو گے بلکہ منزلیں طے کرنے کے لیے اللہ تعالیٰ نے کہا ہے جہاد کرتے رہو۔یہ جہاد ہے مسلسل کوشش کرتے رہو۔

ایک دفعہ حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ سے ایک شخص نے سوال کیا جو اپنے آپ کو سمجھتا تھا کہ بہت پہنچا ہوا بزرگ ہوں اور مَیں نے ساری منزلیں طے کرلی ہیں۔اتنی منزلیں طے کرلی ہیں کہ مجھے نماز پڑھنے کی ضرورت نہیں۔اب مَیں اللہ تعالیٰ کو اپنے سامنے دیکھتا ہوں۔تو اس نے یہ سوال کیا کہ اگر ایک شخص کشتی میں بیٹھا سمندر میں جا رہا ہو یا دریا میں جا رہا ہو ۔کشتی پانی میں تیر رہی ہے اور جب کنارہ آجائے تو کیا اتر جانا چاہئے؟ تو حضرت خلیفہ ثانیؓ کہتے ہیں مَیں سمجھ گیا کہ اس کا سوال کیا ہے کہ مَیں اتنا پہنچا ہوا بزرگ ہوگیا ہوں کہ مجھے نمازوں کی ضرورت نہیں ہے۔ایسی بھی حالت ہو جاتی ہے بعض لوگوں کی۔تو آپ نے کہا ٹھیک ہے اگر تم ایسے سمندر میں ہو جس کا کوئی کنارہ ہے تو اتر جاؤ،لیکن اگر کوئی ایسا سمندر ہے جس کا کوئی کنارہ نہیں ہے تو پھر جب تم اترو گے تو ڈوب جاؤ گے۔تو اللہ تعالیٰ تو ایک بے انتہا اور بے کنارے کا سمندر ہے اس تک پہنچنے کے لئے اگر تمہیں یہ خیال ہے کہ تم ایک دن میں ذوق کی منزلیں طے کرکے اس تک پہنچ جاؤ گی تو مستقل حالت نہیں رہتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ انسان کی مستقل حالت نہیں رہتی ۔حضرت مسیح موعودؑ نے فرمایا انسان کی مستقل حالت نہیں رہتی۔کبھی ایک روحانی کیفیت طاری ہوتی ہے اگلے دن نہیں ہوتی اس کی کوشش ہونی چاہیے۔ نیت نیک ہونی چاہیے۔

اسی لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک بڑا اچھا آسان راستہ بتادیا ’’اِنَّمَا الْاَعْمَالُ بِالنِّیَّاتِ‘‘ کہ اگر تمہاری نیت نیک ہے تو ٹھیک ہے اگر تمہاری نیت بد ہے تو بہرحال گناہ ہوگا۔ٹھیک ہے نیت نیک ہو تو انسان بار بار واپس آتا ہے۔پھر نماز کو قائم کرتا ہے توجہ پیدا کرتا ہے‘‘۔

۞ ......ایک اور سوال اس واقفہ نو نے پوچھا کہ مَیں نے سنا ہے کہ فجر کی نماز سے پہلے کوئی خواب آتی ہے تو وہ سچی ہوتی ہے۔اور مجھے خواب آئی ہے اور وہ سچی ہے کہ میں آپ کے ساتھ بات کررہی ہوں۔حضور نے فرمایا ’’یہ ضروری نہیں ہے۔بات یہ ہے خوابیں سچی بھی ہوتی ہیں۔ اور ضروری نہیں کہ فجر کے وقت ہی آئے اور وہ سچی ہو۔فجر کے بعد آنے والی خوابیں بھی سچی ہوتی ہیں۔ بعضوں کو دوپہر کے وقت ایسی خواب آجاتی ہے کہ سچی ہوتی ہے بعضوں کو دن میں ہی جاگتے وقت کشفی حالت طاری ہو جاتی ہے۔یہ کوئی شرط نہیں ہے کہ ضرور سچی ہو۔اصل چیز یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ سے تعلق ہو اور وہ خواب اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہے کہ نہیں۔شیطانی خواب تو نہیں۔اگر تو اس کا تعلق اللہ سے ہے اور ان باتوں سے ہے جنہیں اللہ تعالیٰ کی تائید حاصل ہے۔پھر ٹھیک ہے۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے حقیقۃ الوحی میں خوابوں کی حقیقت بیان کی ہے۔اس کے پہلے پچاس صفحے دوبارہ غور سے پڑھو۔اس میں خوابوں کی حقیقت بیان کردی ہے کہ خوابیں مختلف قسم کی آتی ہیں اور خوابیں تو بہت سارے برے لوگوں کو بھی آجاتی ہیں۔ بلکہ بدمعاش عورتوں کو بھی خوابیں سچی آجاتی ہیں۔تو صرف خوابوں پہ انحصار نہ کرو لیکن اگر کوئی خواب آجاتی ہے اور وہ سچی بھی ہو جاتی ہے تو یہ اللہ تعالیٰ کا احسان ہے۔اس پر انسان کو فخر نہیں ہونا چاہئے کہ مجھے خواب آئی ہے اور وہ سچی ہوگئی ہے چار، چھ یا دس خوابیں ٹھیک ہے۔جتنی خوابیں اگر سچی ہوتی ہیں تو شکر گزاری ہو۔تب اللہ تعالیٰ سے قریبی تعلق پیدا ہوگا۔خوابیں تو آجاتی ہیں۔حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا خوابوں پہ انحصار نہ کرو بلکہ اللہ تعالیٰ سے تعلق پیدا کرو۔خواب کوئی اپنی کوشش سے تو نہیں دیکھ سکتا ،خواب دکھانا تو اللہ تعالیٰ کا فعل ہے۔اللہ کا کام ہے۔ وہ خواب دکھائے اور وہ سچی ثابت ہوگئی تو یہ تو اللہ تعالیٰ کا ایک احسان ہوگیا۔تمہاری اپنی نیکی یہ ہے کہ تم اللہ تعالیٰ سے تعلق میں بڑھو۔وہ اصل نیکی ہوتی ہے۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ مَیں نے میڈیسن کے لیے پچھلے سال اپلائی کیا تھا تو مجھے داخلہ نہیں ملا۔ میں کمپیوٹر سائنس پڑھنا چاہتی ہوں ۔ آپ مجھے بتائیں۔حضور نے فرمایا پڑھ سکتی ہو۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے کہا کہ میری یونیورسٹی میں ایک پروفیسر ہے وہ ایک کتاب لکھ رہی ہے اس میں ایک آرٹیکل دینا ہے جماعت کے بارہ میں۔تو حضور آپ سے

تھوڑی سی راہنمائی لینی تھی۔ کیونکہ اس نے کہا تھا کہ آپ ایک سائنسدان کے نقطۂ نظر سے لکھواس میں کوئی بھی جذبات شامل نہیں ہونے چاہئیں۔ میرے لئے تھوڑا سا مشکل تھا اس لئے مَیں آپ سے طریقہ کار پوچھنا چاہتی ہوں کہ مَیں اس کو کیسے کروں؟ حضور نے فرمایا ”جماعت کی تاریخ لکھنی ہے اس میں کونسا مسئلہ ہے۔ جماعت کا تعارف ہر جگہ موجود ہے۔ تم جماعت کا لکھو۔ تعارف یہ ہی ہے کہ جماعت کیوں بنی، اس لئے بنی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی تھی۔ چودھویں صدی میں مسیح موعود، مہدی موعود آئیں گے۔ حضرت عیسیٰ کی آمد کا انتظار عیسائی بھی کر رہے ہیں، مسلمان بھی مسیح و مہدی کا انتظار کر رہے ہیں اور وہ ہم سمجھتے ہیں آ گئے اور مان لیا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی علیہ السلام کو۔ (جماعت) جب بنی تو اسکی سچائی کیا ہے؟ جو پیشگوئیاں پوری ہوئیں ان کو بیان کرو کچھ۔ پھر جو جماعت کی ایک سو بائیس، تیئیس سالہ زندگی ہے اس میں جو ترقی ہو رہی ہے وہ کس طرح ہو رہی ہے اُسے بیان کرو۔ اس میں جماعت کی سچائی اور اس کا تعارف بھی آ جائے گا۔ دونوں چیزیں اکٹھی ہو جائیں گی تبلیغ بھی ہو جائے گی۔ اور تمہارا مضمون بھی ہو جائے گا۔ اور کسی کو اثر ہو نہ ہو تمہاری ٹیچر کو اثر ہو جائے گا“۔

۞ ......ایک بچی نے سوال کیا کہ مَیں نے آبی ٹُوَر (Abitur) کیا ہے اور آرکیٹیکٹ بننا چاہتی ہوں۔ حضور نے فرمایا ”پڑھو۔ لیکن پھر یہ ہے کہ کہیں جاب وغیرہ نہ کرنے لگ جانا۔ اسٹڈی کرلو، پھر جب اسٹڈی کرلو تو پوچھ لینا کہ آگے کیا کرنا ہے مَیں نے۔“

۞ ......ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ مَیں لینگوئج اسٹڈی کرنا چاہتی ہوں۔ حضور نے فرمایا ”اچھی بات ہے کرو“۔ واقفہ نو نے کہا البانین زبان میں کر سکتی ہوں۔ حضور نے فرمایا ”دلچسپی ہے تو کرلو“۔ واقفہ نو نے کہا وہ مجھے آتی ہے۔ حضور نے فرمایا ”پھر کیا چاہتی ہو“۔ اس نے جواب دیا انگلش اسٹڈی کرنا چاہتی ہوں۔ حضور نے فرمایا جس میں دلچسپی ہے کرلو۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے پوچھا کہ چھ سال پہلے جو کلاس ہوئی تھی اس میں مَیں نے کہا تھا کہ مَیں نے پائلٹ بننا ہے تو آپ نے منع فرمایا تھا۔ مجھے سمجھ نہیں آ رہی کہ مَیں کیا کروں۔ حضور نے فرمایا ”یا پائلٹ بننا ہے یا کچھ بھی نہیں بننا، یہ تو بچوں والی باتیں ہیں جذباتی، جہاز اڑتا دیکھ لیا تو پائلٹ بننا ہے۔ وہ لکھ رہی ہے ناں مضمون جذبات سے پاک ہو کر باتیں کرنی ہیں۔ جذبات ہر جگہ پاک کرنے پڑتے ہیں“۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے اپنے مضامین ہسٹری اور بیالوجی کے بارہ میں بتایا۔ حضور نے فرمایا ”ہسٹری میں کرلو آرکیالوجی (Archaeology) میں کرلو“۔ واقفہ نَو نے نظم سنانے کی اجازت مانگی۔ وقت کی کمی کی وجہ سے حضور نے فرمایا سوال کریں۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے کہا کہ مَیں سائنس میں دلچسپی رکھتی ہوں اور فارمیسی پڑھنا چاہتی ہوں۔ حضور نے فرمایا ”اچھی بات ہے ضرور پڑھو“۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ اگلے سال آبی ٹُوَر ختم ہونے کے بعد میں اسلامک اسٹڈی یا عربک لینگوئج پڑھنا چاہتی ہوں۔ حضور نے فرمایا ”آبی ٹُوَر میں کیا مضمون ہیں“۔ اس نے جواب دیا ہسٹری اور انگلش ہیں۔ حضور نے فرمایا ”عربک لینگوئج کرو“۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ مَیں نے اپنا آبی ٹُوَر مکمل کیا ہے میں آن لائن جرنلزم پڑھنا چاہتی ہوں۔ حضور نے فرمایا ”کیوں یونیورسٹی نہیں جا سکتی۔ کرو جرنلزم اچھی بات ہے تا کہ اخباروں میں لکھ سکو“۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ مَیں میڈیکل کے دوسرے سال میں ہوں کیا ہم دوران تعلیم بھی خدمت پیش کر سکتے ہیں۔ افریقہ جا سکتے ہیں۔ حضور نے فرمایا ”اگر والدین محرم کے ساتھ جانے کی اجازت دے دیں اور کوئی لڑکیوں کا چار پانچ سات دس کا گروپ جا رہا ہو لجنہ کے تحت تو پھر تو ٹھیک ہے“۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ ہم نماز سورج کے حساب سے پڑھتے ہیں تو اگر سویڈن کے نارتھ میں جائیں تو وہاں تو چھ چھ ماہ سورج نہیں نکلتا وہاں کیا کرنا چاہئے۔ حضور نے فرمایا ”وہاں چوبیس گھنٹے کو ڈیوائیڈ (Devide) کرلو۔ جہاں دھوپ ہے وہاں ٹھیک ہے لیکن جہاں سورج نہیں ہوتا وہاں یہ نہیں ہو سکتا کہ تم نے آج فجر کی نماز پڑھی ہے تو چھ مہینے کے بعد مغرب کی نماز پڑھو۔ پہلی بات یہ کہ پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اب اس کو چوبیس گھنٹوں میں ڈیوائیڈ کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے فرمایا کہ یہ قیاس کر لینا تصور کر لینا خیال کرنا کہ یہ فجر کا وقت ہو گیا، یہ ظہر کا وقت ہو گیا، یہ عصر کا یہ مغرب کا یہ عشاء کا۔ نہ کوئی چھ مہینے روزے رکھ سکتا ہے۔ چھ مہینے کا لمبا روزہ بھی کوئی نہیں رکھ سکتا کہ بھوکا رہے۔ اس کو بھی اسی طرح دس بارہ سولہ گھنٹوں میں ڈیوائیڈ کر لینا ہوگا۔ سورج نکل رہا ہو یا سورج ڈوب رہا ہو اس وقت نماز نہ پڑھو۔ اصل شرط تو یہ ہے۔ لیکن جہاں مجبوری ہے قانون قدرت ہے اس طرح چلنا ہے۔ ایک نارمل جنرل اصول بنا دیا ہے نارمل حالات ہیں۔ اور جہاں خاص حالات ہیں اندھیرا یا رات رہنی ہے وہاں رات کو بھی تم نے پانچ نمازوں میں ڈیوائیڈ کرنا ہے۔ نہ صرف سورج کو بلکہ رات کو بھی“۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے سوال کیا اب جماعت کو کونسی زبانوں کی زیادہ ضرورت ہے جو ہم سیکھ سکیں۔ حضور نے فرمایا ”جماعت کو ہر زبان کی ضرورت ہے۔ آپ لوگوں کو یہاں دلچسپی کس چیز میں ہے۔ یورپ کی بہت ساری زبانیں ہیں۔ سیکھیں، سیکھ سکتی ہیں۔ جرمن فرنچ میں تو ہمارے پاس کافی لوگ ہیں، ایسٹرن یورپین زبانیں ہیں۔ سیکھ سکتی ہیں تو کئی سیکھیں“۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے پوچھا مَیں نے سنا ہے کہ اگر اللہ میاں کسی کو آزمائش میں نہ ڈالے تو وہ نیک نہیں ہوتا۔ حضور نے فرمایا ”بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کی مرضی ہے کسی کو آزمائش میں ڈالے بغیر ہی انعامات سے نوازتا چلا جائے۔ لیکن اللہ تعالیٰ اگر آزمائش میں ڈالتا ہے تو اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ وہ اسے دکھ اور تکلیف کے لیے ڈالتا ہے بلکہ نیکیوں میں اس کے معیار کو بڑھانے کے لئے۔ جو نیک لوگ ہیں، اللہ تعالیٰ سے مضبوط تعلق والے لوگ ہیں وہ معیار میں بڑھتے ہیں۔ اسی لئے انبیاء جو ہیں وہ سب سے زیادہ مشکل میں ڈالے جاتے ہیں۔ تکالیف میں ڈالے جاتے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ پیارا انسان تو اللہ تعالیٰ کو دنیا میں کوئی نہیں۔ آپؐ کو ہی دیکھ لو کتنی مشکلات میں ڈالا گیا ہے۔ شروع میں جب مکّہ میں رہے نماز پڑھ رہے ہیں کعبے میں تو اونٹ کی اوجھڑی آپؐ پر ڈال دیتے تھے، آپؐ کی گردن کو کپڑے سے اس سختی سے لپیٹا کہ سانس رکنے لگ گیا۔ شعب ابی طالب میں اڑھائی سال کے لئے قید کیا آپؐ کو اور صحابہ کو جہاں بھوک پیاس تھی۔ پھر اور ظلم ہوتے رہے آپؐ پر بھی اور آپؐ کے صحابہ پر بھی۔ مدینے جا کر بھی جو ظلم ہو سکتے تھے کئی جنگوں کی صورت میں۔ لیکن یہ سب امتحان تھے۔ اس میں سے جب اللہ تعالیٰ نے گزار دیا اور اسی طرح حضرت ایوبؑ کی مثال دی جاتی ہے جب صبر سے گزر گئے تو اللہ تعالیٰ نے ان کو انعامات سے نواز دیا۔ اللہ تعالیٰ اپنے بندں کو امتحان میں ڈالتا ہے تا کہ دنیا کو بتائے کہ ان کا خاص تعلق میرے ساتھ ہے۔ اور اسے ابتلا اور مشکل میں پڑنے کی وجہ سے خدا تعالیٰ کو نہیں بھولتے نہ اس تعلق کو توڑتے ہیں۔ لیکن اللہ تعالیٰ تو مالک ہے وہ بعض لوگوں کو ابتلا میں ڈالے بغیر ہی انعامات سے نوازتا چلا جاتا ہے۔ اور کوئی مشکلات ان کو نہیں آتیں۔ یہ کہنا کہ ابتلا نہ آئے تو انسان نیک نہیں ہوتا یہ غلط ہے۔ لیکن اگر ابتلا آئے اور اس میں استقلال نہ دکھاؤ اور ثابت قدم نہ رہو تو پھر وہ ابتلاء جو ہے وہ امتحان جو ہے وہ ابتلا بن جاتا ہے مصیبت بن جاتی ہے“۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ میں لینگوئج سیکھنا چاہتی ہوں۔ حضور نے فرمایا ”کونسی زبان کی طرف رجحان ہے“۔ اس نے جواب دیا انگلش اور جرمن۔ حضور نے فرمایا ”جرمن زبان میں کرو پھر لکھو گی اخباروں میں“۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے سوال کیا کہ میری دس سالہ بہن کی خواہش ہے کہ وہ وقف نو کی بابرکت تحریک میں شامل ہو۔ حضور نے فرمایا ”وقف نو تو پیدائش سے پہلے ہوتا ہے۔ اب وہ پڑھ لکھ کے اگر کسی قابل بن جائے تو بڑے ہو کر وقف کر دے“۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے پوچھا سب سے پہلے کہاں پردے کا حکم ہوا ہے۔ ہمیں تو پتہ ہے کہ قرآن مجید میں ہوا ہے اس سے پہلے کہاں ہوا ہے؟

حضور نے فرمایا ”بات یہ ہے کہ پردے کا ہر ایک کے مذہب کے لحاظ سے حکم تھا اور ہے۔ اصل چیز حیا ہے۔ حضرت موسیٰ کا قصہ آتا ہے کہ دو عورتیں کھڑی تھیں پانی پلانے کے لئے۔ وہ مردوں میں نہیں جا رہی تھیں کہ جب تک مرد پانی پلا کر پیچھے نہ ہٹ جائیں تب وہ اپنے جانوروں کو لے کر پانی پلانے کے لئے جائیں۔ وہاں ایک حیا ہی تھی جو ان کو روک ڈال رہی تھی۔ پھر جب حضرت موسیٰ کو بلانے آئی ان میں سے ایک بہن تو وہ حیا سے شرماتی ہوئی آئی۔ تو ایک حیا تھی اس کے لئے جس کا اظہار ہو رہا تھا کیونکہ وہاں مرد کوئی نہیں تھا۔ پھر حضرت موسیٰ کو جب گھر میں رکھا تو گھر میں اس کے بوڑھے باپ نے ان کے ساتھ شادی کر دی۔ ایک یہ بھی اس کا مطلب ہے کیونکہ گھر میں اور بھی لڑکیاں ہیں۔ گھر میں اور مرد نہیں رہ سکتا اسی لئے ایک سے شادی کر دی کہ جو محرم رشتہ ہے وہ بن جائے۔ ہر مذہب میں حیا کا تصور قائم ہے اور حیا کے تصور کے ساتھ ہی پردہ ہوتا ہے۔ عیسائیوں میں دیکھ لو ننیں (Nuns) اپنے سروں کو ڈھانپ کے رکھتی ہیں۔ لمبے اور ڈھیلے چوغے پہنتی ہیں۔ اس سے پہلے جو شرفاء تھے انگلستان میں بھی یورپ میں بھی ان کے لباس ڈھکے ہوئے ہوتے تھے۔ عورت کو حیا کا احساس ہونا چاہئے اور اسلامی پردہ حیا کا بہترین احساس پیدا کرتا ہے۔

۞ ......ایک واقفہ نو نے سوال پوچھا کہ غیر احمدی کے پیچھے نماز کیوں نہیں پڑھ سکتے۔ حضور نے فرمایا کہ عورت پر باجماعت نماز فرض نہیں ہے۔ واقفہ نو نے پوچھا کہ حج کرنے جب جاتے ہیں تو وہاں کیا کرتے ہیں؟ حضور نے فرمایا حج کرنے جاتے ہیں تو وہاں بہت سارے مسلمانوں کے ایسے فرقے ہیں جو امام کے پیچھے نماز نہیں پڑھتے۔ تو وہ اگر اپنی امامت علیحدہ کروا سکتے ہیں تو احمدی گروپ کی صورت میں جائیں اور جاتے ہیں اور اپنی نماز پانچ دس منٹ لیٹ کر کے اپنی امامت علیحدہ کروا لیتے ہیں۔ یا بہت مجبوری ہو تو اپنی نماز علیحدہ پڑھ لیتے ہیں۔ وہاں یہ نہیں ہے کہ صفیں باندھ کر ایک لائن میں کھڑے ہو جائیں۔ ٹکڑیوں میں کھڑے ہوتے ہیں۔ ایسی جگہ جہاں ایسی صورت پیدا ہوتی ہے تو اپنی نماز پڑھتے رہیں اور بعض دفعہ اگر فتنے کا خطرہ ہو تو نیت یہ ہو کہ میں اپنی نماز علیحدہ پڑھ رہی ہوں اور اس کے بعد اس کی تکبیر سے پہلے یا بعد میں جو عمل ہے رکوع اور سجود کا اس کو آگے پیچھے کر لیں لیکن عموماً یہی ہے کہ احمدیوں کو گروپ کی صورت میں جانا چاہئے امامت علیحدہ کروانی چاہئے اور کرواتے ہیں مسئلہ یہ ہے کہ ہم کیوں نہیں پڑھتے یہ پتہ ہے تمہیں۔ سوال یہ ہے کہ امام کعبہ ہو یا کوئی بھی امام ہو جس نے زمانہ کے امام کو نہیں مانا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے اللہ تعالیٰ کے رسول نے امام بنایا اس کو جو نہیں مان رہا اور اس کا انکار کر رہا ہے اس کی تکذیب کر رہا ہے۔ اس کو جھوٹا کہہ رہا ہے اسے کافر کہہ رہا ہے اس کو جو اللہ تعالیٰ کے بنائے ہوئے امام پر الزامات لگا رہا ہے اس کو ہم اپنا امام کس طرح بنا لیں۔ چاہے وہ امام کعبہ ہے یا کوئی بھی امام ہو۔ اس لئے ہم نماز نہیں پڑھتے جب انہوں نے تکفیر کے فتوے لگائے ہیں تب حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے کہا تھا کہ ان کے پیچھے نمازیں نہیں پڑھنی۔ اور اگر ان سے کہو کہ مَیں احمدی ہوں میرے پیچھے نماز پڑھ لو تو وہ کبھی بھی نہیں پڑھیں گے۔

آخر میں حضور اقدس نے فرمایا کافی دیر ہو گئی ہے تم لوگوں نے آدھا گھنٹہ زائد لے لیا ہے۔ دو بج کر دس منٹ پر یہ کلاس اپنے اختتام کو پہنچی۔ بعد ازاں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

(باقی آئندہ)

بقیہ: رمضان المبارک کے فیوض و برکات
از صفحہ نمبر 9

نہیں دیکھی گئی۔ (ابن ماجہ کتاب الصوم) اسی طرح آپؓ فرماتی تھیں کہ معتکف کے لئے سنت یہ ہے کہ نہ وہ مریض کی عیادت کرنے جائے، نہ جنازہ میں جا کر شریک ہو بیوی سے تعلقات قائم کرنے اور نہ ہی سوائے مجبوری کے کسی اور کام سے باہر نکلے اور اعتکاف روزہ کے ساتھ جامع مسجد میں ہونا چاہئے۔ (ابو داؤد کتاب الصوم) نیز آپؓ فرماتی تھیں کہ رسول کریم ﷺ سوائے حاجت ضرور یہ کے اعتکاف کے ایام میں گھر میں داخل نہیں ہوتے تھے۔ (بخاری کتاب الاعتکاف) آخری عشرہ میں آنحضورؐ اعتکاف بھی فرماتے تھے اور لیلۃ القدر کی تلاش میں راتیں بھی زندہ کرتے تھے۔ رمضان المبارک کے اس آخری عشرہ کی ایک اور برکت آنحضورؐ نے یہ بیان فرمائی ہے کہ: ”رمضان کی آخری رات میں میری امت کی مغفرت ہوتی ہے۔ آپؐ سے پوچھا گیا اے خدا کے رسولؐ! کیا رمضان کی آخری رات لیلۃ القدر ہوتی ہے فرمایا نہیں بلکہ عمل کرنے والا جب عمل سے فارغ ہوتا ہے تو اس وقت اسے اس کا اجر دیا جاتا ہے (اور یہ مغفرت اس کا اجر ہے)“۔

(مسند احمد جلد 2 صفحہ 292)

نیز فرمایا ”جس شخص کو لیلۃ القدر میں کامل ایمان کے ساتھ اور ثواب کی نیت سے عبادت کرنے کی توفیق ملے تو اس کے گناہ معاف کئے جاتے ہیں“۔ (بخاری کتاب الصوم) ایک دفعہ حضرت عائشہؓ نے عرض کی کہ اے اللہ کے رسول اگر مجھے پتہ چل جائے کہ کونسی رات لیلۃ القدر ہے تو میں اس میں کیا دعا کروں؟ آنحضورؐ نے فرمایا یہ دعا کرو: ”**اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ کَرِیْمٌ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ** (ترمذی و ابن ماجہ کتاب الصوم) کہ اے اللہ یقیناً تو تو بہت معاف کرنے والا باعزت ہے تو عفو کو پسند کرتا ہے پس تو مجھے معاف کر۔

اللہ تعالیٰ ہمیں رمضان المبارک کی برکات و فیوض سے کماحقہ، فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائے اور ان ایام کو خصوصیت کے ساتھ دعاؤں میں گزارنے کی توفیق دے۔ (آمین)

۞۞۞۞۞۞

الفضل ڈائجسٹ

(مرتبہ : محمود احمد ملک)

اس کالم میں ان اخبارات و رسائل سے دلچسپ مضامین کا خلاصہ پیش کیا جاتا ہے جو دنیا کے کسی بھی حصہ میں جماعت احمدیہ یا ذیلی تنظیموں کے زیرانتظام شائع کئے جاتے ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 30/اپریل 2009ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحبؓ کی سیرت کے بعض پہلو محترمہ ناصرہ بیگم صاحبہ کے قلم سے شامل اشاعت ہیں۔

حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب کی پوری زندگی سلسلہ احمدیہ کی خدمت کے لئے وقف رہی اور اس پیارے وجود کی خدمت کا موقعہ اللہ تعالیٰ نے مجھے بھی عطا کیا۔ ایک لمبا عرصہ میں نے آپ کے گھر میں گزارا۔ اس وقت تو بچپن کی عمر تھی۔ عموماً اس عمر میں کسی بابرکت ہستی کی اہمیت کا اندازہ نہیں ہوتا لیکن عمر گزرنے کے ساتھ ساتھ انسان جب پختگی کو پہنچتا ہے تو احساس ہوتا ہے کہ گزرا ہوا وقت بہت ہی قیمتی تھا۔

حضرت میاں صاحب بہت ہی ملنسار، شفقت فرمانے والے، حلیم الطبع اور دعا گو شخصیت کے حامل تھے، ایک رمضان میں جب آپ بہت علیل تھے۔ شوگر کے ساتھ ساتھ عارضہ دل میں بھی مبتلا تھے۔ کمزوری بہت ہوگئی تھی۔ گھر میں ہم لڑکیوں نے روزہ رکھنا ہوتا تھا۔ آپ گھڑی کا الارم لگا کر گھڑی اپنے پاس رکھ لیتے اور صبح جب سحری کا ٹائم ہوتا تو ہمیں جگاتے۔ ایک دفعہ میں نے عرض کیا کہ آپ خود کیوں تکلیف اٹھاتے ہیں۔ گھڑی مجھے دے دیں میں سب کو جگا دیا کروں گی تو فرمانے لگے میں بیمار ہوں۔ روزہ نہیں رکھ سکتا تو تم مجھے اتنا بھی ثواب نہیں لینے دیتی۔ یہ بھی فرماتے: میں نے کبھی روزے نہیں چھوڑے لیکن اب بیماری کی وجہ سے نہیں رکھ سکتا۔ یہ کہتے ہوئے آپ کی آنکھیں ڈبڈبا جاتیں بے اختیار آنسو گرنے لگتے۔ اس قدر رمضان کی محبت اور تڑپ تھی آپ کے دل میں کہ زبان سے بمشکل الفاظ نکلتے، آواز رندھ جاتی۔

جب ہم لڑکیاں سحری کھا رہی ہوتیں تو آپ کمرہ میں ٹہلتے ہوئے دعائیں کرتے رہتے۔ ساتھ احادیث اور رمضان کے فضائل کے متعلق بھی بتاتے جاتے۔

آپ ہمارے ساتھ بیٹھ کر ایک نوالہ ضرور کھاتے اور کہتے کہ یہ سنت نبویؐ ہے، میرے پیارے آقا کا فرمان ہے کہ سحری ضرور کھاؤ اس میں برکت ہے۔

کبھی جب آپ کوئی مضمون تحریر فرما رہے ہوتے تو میں پیچھے سے آپ کے کندھے دبا رہی ہوتی۔ آہستہ آہستہ کندھے دبائے جاتی اور کندھوں کے اوپر سے آپ کی تحریر کو بھی دیکھتی۔ آپ مضمون لکھنے کے ساتھ ساتھ نظرثانی بھی کرتے جاتے اور پھر کچھ الفاظ کے اوپر دائرہ لگاتے اور کچھ کو مٹا دیتے تو میں پوچھتی۔ میاں صاحب یہ آپ کیا کر رہے ہیں۔ اتنا اچھا تو لکھا تھا یہ کیوں مٹا دیا ہے۔ آپ میری طرف دیکھ کر مسکرا دیتے اور زبان سے کچھ نہ کہتے۔ اس طرح ایک عرصہ گزر گیا۔

بعض اوقات جب آپ مضمون تحریر فرما رہے ہوتے تو میں اس بات سے بے خبر کہ آپ کا وقت کتنا قیمتی ہے یا وہ مضمون کتنا اہم ہے! میں عجیب بے ڈھنگے سوال پوچھنا شروع کر دیتی۔ مجھے یاد ہے کہ ایک مرتبہ آپ لکھ رہے تھے تو میں نے پوچھا چاند پر کیا ہے پھر سورج تاروں کے متعلق سوال کرنا شروع کر دیتی۔ آپ اطمینان سے سب سوالوں کے جواب دیتے۔

جب حضرت ام مظفر کو کولہے کے فریکچر کی وجہ سے لاہور لے جانا پڑا تو میں بھی ساتھ ہی گئی۔ کافی عرصہ حضرت میاں مظفر احمد صاحب کے ہاں ہم رہے۔ ایک مرتبہ آپ نے مجھے اور ایک اور ملازم لڑکے کو (جو فوت ہوچکا ہے) گاڑی پر لاہور کی بہت سیر کروائی۔ اور ہر تاریخی عمارت کے بارہ میں تفصیل سے بتایا۔

ایک بار آپ اپنے کسی عزیز کو خط لکھوا رہے تھے جس میں لکھوایا کہ ''میں نے جب اپنا گھر بنوایا تو اس میں ہر قسم کے پھلدار پودے لگائے اور جتنے پودے لگائے تھے تقریباً سب کا پھل بھی کھایا ہے۔ نہیں کھایا تو وہ صرف انگور کا ہے''۔ آپ کے کمرہ کی کھڑکی کے ساتھ انگور کی بیل لگی تھی۔ اتنا لکھنے کے بعد آپ نے نظر اٹھائی۔ میری بھی نظر کھڑکی کے پار پڑی تو ایک انگور کا گچھا لٹک رہا تھا۔ انہوں نے مجھے بھیجا، مَیں توڑ کر لائی اور آپ نے انگور کا ایک دانہ لیا اور پھر گھر میں موجود سب لوگوں نے ایک ایک دانہ کھایا۔

آپ پانچوں نمازیں باجماعت مسجد میں ادا کرتے۔ آخری دنوں میں بہت علیل ہوگئے اور مسجد نہ جاسکتے تو بڑے دکھ کا اظہار فرماتے۔ ایک دن کہنے لگے: تم میرے پیچھے کھڑی ہو جاؤ اور ہم باجماعت نماز پڑھیں مگر نماز پڑھنے لگے تو طبیعت بہت زیادہ خراب ہوگئی اور اتنا کرب میں نے آپ کی آنکھوں میں دیکھا جو بیان سے باہر ہے۔ آنسو بہتے جاتے آپ انہیں صاف کرتے جاتے۔ اس طرح آپ نے مکرم چودھری شبیر احمد صاحب سے حج بدل کروایا۔ جب حج کا وقت آیا تو آپ اِدھر اتنے بیقرار تھے کہ نہ دن کو سوتے نہ رات کو، بہت دعائیں کیں اور نوافل ادا کئے۔

حضرت محمد ﷺ سے عشق تھا۔ گھر میں جب بھی کدو پکتا۔ آپ بڑے شوق سے کھاتے پھر پلیٹ کو اپنی انگلیوں سے صاف کرتے اور ساتھ ساتھ فرماتے جاتے یہ میرے آقا کو بہت پسند تھا۔ محمد ﷺ کا نام مبارک زبان پر آتے ہی زبان سے درود شریف ادا ہونے لگتا۔ آپ کے دل کی عجیب حالت ہو جاتی۔ آنکھیں روتے روتے سرخ ہو جاتیں۔ آپ ایک سرخ رنگ کے رومال سے جو آپ کے پاس ہوتا تھا اکثر آنسو صاف کرتے جاتے اور اپنے پیارے آقا ﷺ کے ذکر خیر کو سناتے جاتے تھے۔

ایک مرتبہ آپ لیٹے ہوئے تھے میں پاس بیٹھی تھی کہ اچانک اٹھ کر بیٹھ گئے اور فرمایا تم تین بار اقرار کرو کہ بیشک تمہارے جسم کے ٹکڑے کر دیئے جائیں مگر تم حضرت مسیح موعودؑ کا انکار نہ کروگی۔ خدارا انکار نہ کرنا۔ آپ نے تین مرتبہ یہ الفاظ دہرائے اور میری زبان سے نکلوائے۔ آپ کا جسم کانپ رہا تھا۔ آنکھیں سرخ ہوگئی تھیں۔ آنسو بہتے چلے جاتے تھے اور آواز بمشکل نکل پا رہی تھی۔ پھر 1974ء میں آپ کی دعاؤں کے طفیل سرگودھا میں ہمارے گھر کو جب فسادیوں نے لُوٹ لیا، تو بھی میرے ایمان میں ذرہ برابر لغزش نہیں آئی۔

آپ نے میری شادی کی تو مجھے بلا کر فرمایا کہ میں نے نہ تو تمہارا بہت زیادہ حق مہر رکھا ہے نہ کوئی جیب خرچ لکھوایا ہے۔ میری دعائیں ہیں جو تمہیں ایک عرصہ بعد تک پہنچیں گی اور دیکھنا تمہیں حق مہر یا جیب خرچ کی ضرورت نہ رہے گی۔ آپ نے ایک سو کا نوٹ اپنی جیب سے نکالا اور قعدہ کی حالت میں چلے گئے اور کافی دیر دعا کرتے رہے۔ آپ نے نوٹ پر مجھے دستخط کر کے دیئے۔ میں نے سنبھال کر یہ نوٹ صندوقچی میں رکھ لیا جسے فسادات کے دوران پڑوسی لڑکا اٹھا کر لے گیا۔

ایک مرتبہ جب میں آپ کو وضو کروا رہی تھی۔ مجھے کہنے لگے ناصرہ میں نے ساری عمر دعا کی ہے کہ اے اللہ مجھے بے حساب بخش دینا۔ میرا حساب نہ لینا اور اگر مجھے دنیا میں ہی پتہ چل جائے کہ میرے اللہ نے مجھے بخش دینا ہے تو میری تسلی ہو جائے۔ میری یہ دعا اب پوری ہوئی ہے کہ میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ عدالت لگی ہوئی ہے اور ایک جج فیصلہ کے لئے بیٹھا ہوا ہے جس کا نام عبدالمالک یا عبدالخالق ہے اچھی طرح یاد نہیں کہ ان دونوں میں سے ایک نام تھا۔ جب میری پیشی ہوئی تو جج نے نظر اٹھائی اور مجھے دیکھتے ہی کہا کہ یہ بری ہے اس کو لے جاؤ۔ یہ خواب سناتے ہوئے اتنا روئے کہ ہچکی بندھ گئی اور جسم کانپنے لگا۔

ایک دن مجھے ایک پیسہ کی ضرورت پڑی تو میں نے آپ سے کہا کہ مجھے ایک ٹیڈی پیسہ دیں۔ آپ نے کہا ادھار لینا ہے کہ ویسے۔ میں نے مذاق میں کہہ دیا کہ اُدھار لینا ہے۔ آپ نے کہا واپس کب کروگی؟ میں نے کہا ہفتے بعد دوں گی۔ جب آٹھ دن گزر گئے تو آپ نے فرمایا: تمہارا وعدہ تھا آج پیسہ واپس کرنے کا۔ آج ہر حالت میں مجھے وہ پیسہ دو۔ میں حیران تھی کہ ایک پیسہ مانگ رہے ہیں۔ مگر آپ نے تو مجھے وعدہ کی اہمیت کا احساس دلا دیا۔ یہ نصیحت میں نے ہمیشہ یاد رکھی۔ اسی طرح آپ نے مجھے کہا کہ دیکھو! زندگی میں ہر قسم کا وقت آتا ہے لیکن کبھی کسی کے آگے ہاتھ نہیں پھیلانا اور نہ کسی سے اُدھار مانگنا۔ جتنا ہو اسی میں اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا اور گزارا کرنا۔ میں نے اس نصیحت پر ہمیشہ عمل کیا اور آپ کی دعاؤں سے اللہ تعالیٰ نے کوئی ایسا وقت نہیں دیا کہ مجھے کسی سے اُدھار مانگنے کی ضرورت پڑی ہو۔

ایک بار آپ نے میرے سسر کو خط لکھا کہ ناصرہ کو ادھر چھوڑ جائیں۔ میرے سسر بہت مخلص احمدی تھے۔ وہ فوراً ہی مجھے سرگودھا سے ربوہ لے آئے۔ دوپہر کا وقت تھا جب میاں صاحب نے ہمیں دیکھا تو بے اختیار میرے سسر کا شکریہ ادا کرنے لگے کہ میں نے آپ کو تکلیف دی، میں بہت معذرت چاہتا ہوں۔ مجھے ایسا لگتا تھا کہ جیسے اللہ تعالیٰ نے آپ کو بتا دیا ہے کہ آپ کا وقت قریب ہے کیونکہ آپ روزانہ کسی کو خط لکھتے یا لکھواتے تو ایسا لگتا یہ آپ کی زندگی کا آخری خط ہے۔ خط کا مضمون ہی کچھ ایسا ہوتا تھا نصیحتوں سے بھرا ہوا۔ ایک دفعہ ایک صاحب سے آپ خط لکھوا رہے تھے کہ لکھتے لکھتے اُن صاحب کی قلم رُک گئی کہنے لگے میں نہیں لکھ سکتا۔ وہ بہت ہی افسردہ ہو گئے تھے۔ آپ فرمانے لگے جب میں کہہ رہا ہوں کہ لکھیں تو لکھتے کیوں نہیں۔

ایک دفعہ آپ کے ایک داماد آئے تو کھانا پکانے والی نے اُن کے لئے مرغ کا سالن تیار کیا۔ اس سے پہلے آپؓ نے اُسے مرغ کی یخنی کے لئے کہا ہوا تھا۔ آپ نے اسے بلوایا اور پوچھا کہ یخنی تیار ہوگئی ہے؟ تو اس نے کہا کہ مرغ تو مہمان کے لئے پکا لیا ہے۔ آپ فرمانے لگے وہ مہمان نہیں، میں مہمان ہوں اور آپ نے تین مرتبہ کہا کہ میں مہمان ہوں۔ مجھے برا محسوس ہوا کہ کیوں آپ یہ الفاظ کہہ رہے ہیں۔ جب زیادہ بیمار ہوگئے تو ڈاکٹر اصرار کرتے تھے کہ آپ لاہور علاج کے لئے چلے جائیں لیکن آپ نہیں مانتے تھے۔ ایک دفعہ میں نے کہا جب ڈاکٹر کہتے ہیں تو آپ کیوں ان کی بات مان نہیں لیتے۔ کہنے لگے میں نہیں چاہتا تھا کہ میرا جنازہ لاہور سے آئے لیکن اب مجھے اللہ تعالیٰ نے کہہ دیا ہے کہ لاہور چلے جاؤ تو اب میں چلا جاؤں گا۔ کچھ دیر بعد ڈاکٹر یعقوب صاحب کا فون آگیا جو میں نے ہی اٹھایا اور کہا کہ حضرت میاں صاحب مان گئے ہیں۔ آپ آکر انہیں لے جائیں۔ تو وہ فوراً آگئے۔ جب آپ جانے لگے اُس وقت گیلری میں کھڑے ہوکر مجھے بلوایا، بہت شفقت اور پیار سے سر پر ہاتھ رکھا اور کہنے لگے میں تمہارے لئے کچھ نہیں کرسکا مجھے اتنا موقعہ نہیں ملا۔ میرے سسرال کی طرف اشارہ سے کہا کہ پتہ نہیں ان کا تم سے کیسا سلوک ہے۔ پھر اپنی جیب کا رومال اور ایک انگوٹھی جو آپ نے پہنی ہوئی تھی اتار کر دی۔ جو ابھی تک خاکسار کے پاس محفوظ ہے۔ کہنے لگے تم جب بھی ربوہ آؤ تو میری قبر پر ضرور آنا۔ اب میں دعا کرتی ہوں خدایا! مجھ یتیم سے انہوں نے شفقت اور رحم کا سلوک کیا، انہیں بے حساب بخش دے۔ جنت کے اعلیٰ مقامات نصیب ہوں۔ صرف مجھ پر ہی نہیں بلکہ گھر کے تمام ملازموں کے ساتھ آپ کا رویہ مشفقانہ تھا۔ کبھی کسی کو ڈانٹتے نہیں سنا اور نہ کسی ملازم کی غلطی پر سرزنش کی۔

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 21 نومبر 2008ء میں مکرم ثاقب زیروی صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

جب تک دلِ صدیقؓ سا وجدان رہے گا
ایماں کا ہر اک مرحلہ آسان رہے گا
اے قافلہ سالار فدایانِ رسالت
لاریب ترا عشق پہ احسان رہے گا
تا حشر جہاں جھومے گا روداد حِرا پر
تا حشر لبوں پر ترا عنوان رہے گا
اخلاص کو ایثار کی توفیق عطا کر
مولا! تو ہمیں جرأت صدیقؓ عطا کر

روزنامہ ''الفضل'' ربوہ 8 نومبر 2008ء میں مکرم ڈاکٹر فضل الرحمٰن بشیر صاحب کا کلام شامل اشاعت ہے۔ اِس کلام میں سے انتخاب ہدیۂ قارئین ہے۔

سکوتِ شب میں تمنائے چشمِ تر بولے
تو کیوں نہ روح و بدن کا وہ ہم سفر بولے
یہ جسم کیا ، میری جاں بھی نثارِ جنبشِ لب
میں منتظر ہوں کہ کب صاحبِ امر بولے
حریفِ صوت و صدا کو جنوں، کہ میں نہ رہوں
مجھے ہوس ، سرِ مقتل مرا ہُنر بولے
نہیں ہے شکوۂ یاراں مگر یہ حسرت ہے
کوئی تو سنگ اٹھائے کوئی تبر بولے

Muslim Television Ahmadiyya
Weekly Programme Guide

19th August 2011 – 25th August 2011

Please note that programme and timings may change without prior notice. All times are given in Greenwich Mean Time.
For more information please phone on +44 20 8877 5529 or +44 20 8877 5530

Friday 19th August 2011

00:25	MTA World News
00:40	Seerat Sahaba Rasool: a programme on the companions of the Holy Prophet Muhammad (saw).
01:20	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 4th February 1995.
04:00	Tilawat: by Hani Tahir.
05:00	Journey of Khilafat
05:35	Dars-e-Hadith: selected sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw).
06:05	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
07:00	Dars-e-Hadith: selected sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw).
07:20	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
08:30	Siraiki Service
09:00	Indonesian Service
10:05	Darsul Qur'an: rec. on 5th February 1995.
12:00	Live Friday Sermon: delivered by Huzoor from Baitul Futuh Mosque.
13:10	Tilawat
13:20	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
14:05	Bengali Service
15:05	Real Talk: a talk show looking at issues affecting today's youth.
16:15	Friday Sermon [R]
17:25	Seerat-un-Nabi: a programme on the life and character of the Holy Prophet Muhammad (saw).
17:55	MTA World News
18:15	Issues About Ramadhan
19:40	Tilawat: by Hani Tahir.
19:50	Friday Sermon [R]
21:05	Darsul Qur'an [R]
22:35	Insight: recent news in the field of science.
22:50	Rah-e-Huda: an interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community.

Saturday 20th August 2011

00:30	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
01:20	MTA World News
01:40	Darsul Qur'an: rec. on 5th February 1995.
03:25	Tilawat: by Hani Tahir.
04:10	Fiq'ahi Masa'il: a discussion on issues related to Islamic jurisprudence.
04:45	Friday Sermon: rec. on 19th August 2011.
06:00	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
06:50	Dars-e-Hadith
07:30	International Jama'at News
08:20	Shama'il-e-Nabwi: a programme on the life of the Holy Prophet Muhammad (saw).
08:55	Friday Sermon [R]
10:10	Indonesian Service
11:25	Darsul Qur'an: rec. on 6th February 1995.
13:25	Tilawat
13:35	Dars-e-Hadith [R]
14:15	Zinda Log: a programme on the martyrs of Ahmadiyyat.
14:40	Bengali Service
15:45	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
17:05	Rah-e-Huda
18:45	MTA World News
19:05	Dars-e-Hadith [R]
19:40	Tilawat: by Hani Tahir.
20:45	Faith Matters: an English question and answer programme.
21:45	Yassarnal Qur'an: a programme teaching the correct pronunciation of the Holy Qur'an.
22:20	Darsul Qur'an [R]
23:50	Friday Sermon [R]

Sunday 21st August 2011

01:10	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
02:05	MTA World News
02:25	Darsul Qur'an: rec. on 6th February 1995.
03:45	Dars-e-Hadith: selected sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw).
04:05	Tilawat: by Hani Tahir.
05:00	Friday Sermon: rec. on 19th August 2011.
06:05	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
06:55	Dars-e-Hadith
07:15	Yassarnal Qur'an: a programme teaching the correct pronunciation of the Holy Qur'an.
07:45	Beacon of Truth: a talk show exploring matters relating to Islam.
08:50	Faith Matters: an English question and answer programme.
10:00	Indonesian Service
11:00	Darsul Qur'an: rec. on 7th February 1995.
12:30	Tilawat
12:55	Bengali Service
14:00	Friday Sermon [R]
15:15	Importance of Ramadhan
16:00	Faith Matters [R]
17:15	Seerat Sahaba Rasool: a programme on the companions of the Holy Prophet Muhammad (saw).
18:00	MTA World News
18:10	Real Talk
19:20	Beacon of Truth [R]
20:25	Tilawat: by Hani Tahir.
21:20	Darsul Qur'an [R]
22:45	Friday Sermon [R]
23:50	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.

Monday 22nd August 2011

00:45	MTA World News
01:00	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 7th February 1995.
02:25	Seerat Sahaba Rasool
03:35	Tilawat: by Hani Tahir.
04:30	Friday Sermon: rec. on 19th August 2011.
05:30	Importance of Ramadhan
06:05	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
07:00	Dars-e-Hadith: selected sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw).
07:15	International Jama'at News
07:50	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:00	Importance of Ramadhan
09:45	Indonesian Service
11:00	Darsul Qur'an: an in-depth explanation of Qur'anic verses, by Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 8th February 1995.
12:10	Seerat-un-Nabi
13:00	Tilawat
13:30	Zinda Log
14:00	Bengali Service
15:15	Importance of Ramadhan [R]
16:00	Dars-e-Hadith [R]
16:20	Rah-e-Huda
18:00	MTA World News
18:20	Tilawat: by Hani Tahir.
19:30	Arabic Service
20:30	Liqa Ma'al Arab: a sitting of Arabic speaking friends and Hadhrat Khalifatul Masih IV (ra). Recorded on 18th February 1998.
21:30	Darsul Qur'an [R]
22:45	Ramadhan Programme
23:30	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.

Tuesday 23rd August 2011

00:35	MTA World News
01:00	Darsul Qur'an: rec. on 8th February 1995.
02:10	Liqa Ma'al Arab: rec. on 18th February 1998.
03:15	Dars-e-Hadith
03:35	Tilawat: by Hani Tahir.
04:40	Ramadhan Programme
05:25	Seerat-un-Nabi
06:00	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
07:00	Dars-e-Hadith
07:15	Insight: recent news in the field of science.
07:30	Importance of Ramadhan
08:05	Yassarnal Qur'an
08:35	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:45	Indonesian Service
11:00	Darsul Qur'an: rec. on 9th February 1995.
13:00	Tilawat
13:10	Dars-e-Hadith [R]
13:25	Zinda Log
14:00	Bengali Service
15:00	Lajna Imaillah UK Ijtema: an address delivered by Huzoor, on 4th October 2009.
16:00	Rah-e-Huda: an interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community.
17:45	MTA World News
18:10	Beacon of Truth: a talk show exploring matters relating to Islam.
19:15	Tilawat: by Hani Tahir.
20:15	Arabic Service
21:15	Darsul Qur'an [R]
22:40	Real Talk: a talk show looking at issues affecting today's youth.
23:50	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.

Wednesday 24th August 2011

00:45	MTA World News
01:00	Darsul Qur'an: rec. on 9th February 1995.
02:35	Tilawat: by Hani Tahir.
03:30	Shama'il-e-Nabwi: a programme on the life of the Holy Prophet Muhammad (saw).
04:00	Ramadhan Programme
04:20	Rah-e-Huda: an interactive talk show answering questions about the beliefs of the Ahmadiyya Muslim Community.
06:00	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
06:50	Dars-e-Hadith: selected sayings of the Holy Prophet Muhammad (saw).
07:05	Dua-e-Mustaja'ab: a programme on the acceptance of the prayers of the Promised Messiah's companions.
07:35	Yassarnal Qur'an: a programme teaching the correct pronunciation of the Holy Qur'an.
08:05	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor.
09:10	Indonesian Service
10:15	Swahili Service
10:30	Darsul Qur'an: rec. on 11th February 1995.
12:15	Tilawat
12:30	Zinda Log
13:00	Friday Sermon: rec. on 11th November 2005.
14:05	Bengali Service
15:10	Dua-e-Mustaja'ab [R]
15:40	Seerat-un-Nabi
17:00	Live Fiq'ahi Masa'il
17:35	Dars-e-Hadith [R]
17:55	MTA World News
18:10	Tilawat: by Hani Tahir.
19:15	Dua-e-Mustaja'ab [R]
19:45	Gulshan-e-Waqfe Nau class with Huzoor. [R]
20:50	Darsul Qur'an [R]
22:30	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
23:35	MTA World News
23:55	Dars-e-Hadith

Thursday 25th August 2011

00:15	Fiq'ahi Masa'il
00:50	Liqa Ma'al Arab: rec. on 19th February 1998.
01:50	Darsul Qur'an: rec. on 11th February 1995.
03:40	Tilawat: by Hani Tahir.
04:40	Seerat-un-Nabi
06:00	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.
07:00	Beacon of Truth
08:05	Yassarnal Qur'an
08:25	Faith Matters
09:35	Indonesian Service
10:50	Darsul Qur'an: rec. on 4th February 1995.
12:50	Tilawat
13:00	Journey of Khilafat
13:30	Zinda Log
14:10	Bengali Service
15:15	Faith Matters
16:30	Dars-e-Hadith
16:45	Qur'anic Archaeology [R]
17:20	Seerat-un-Nabi
18:15	MTA World News
18:35	Journey of Khilafat
19:05	Tilawat: by Hani Tahir.
20:20	Faith Matters [R]
21:25	Darsul Qur'an [R]
23:25	Tilawat: by Qari Muhammad Aashiq.

***Please note MTA2 will be showing French service & German service at 16:00 & 17:00 (GMT).**

Translations for Huzoor's programmes are available.

Prepared by the MTA Scheduling Department.

Al Fazl International Weekly, London

TAHIR HOUSE - 22 DEER PARK ROAD, LONDON SW19 3TL (U.K.)

ISSN: 1352 9587
Tel: (020) 8544 7603
Fax: (020) 8544 7611
Email:alfazlint@alislam.org

Vol 18 | Friday 12 August , 2011 | Issue No. 32

ہر وقف نو یاد رکھے کہ چاہے کچھ ہو وہ کسی بھی فیلڈ میں ہے اس نے اپنی تعلیم سے فارغ ہو کر اپنی خدمات کو پہلے جماعت کے لئے پیش کر دینا ہے۔ ایک واقف کا نیکی کا معیار دوسروں سے بلند ہونا چاہئے۔

(واقفین نو کو اہم نصائح)

واقفین نو جرمنی کی کلاس میں بینن اور نائیجر میں ہیومینٹی فرسٹ انٹرنیشنل کے تحت جاری مختلف خدمات کا تذکرہ۔ حضور انور کے ساتھ مجلس سوال و جواب۔

واقفات نو (جرمنی) کی کلاس میں واقفات نو کو قرآنی احکامات پر عمل کرنے، پردہ اور حیا کے معیار کو بڑھانے سے متعلق اہم نصائح۔ واقفات نو کے مختلف سوالات کے جوابات۔

(جرمنی میں حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ کی مصروفیات کی مختصر جھلکیاں)

رپورٹ مرتبہ: عبدالماجد طاہر۔ ایڈیشنل وکیل التبشیر

19 / جون بروز اتوار 2011ء

صبح سوا چار بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے بیت السبوح میں تشریف لا کر نماز فجر پڑھائی۔ نماز فجر کی ادائیگی کے بعد حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اپنی رہائشگاہ پر تشریف لے گئے۔

صبح حضور انور نے دفتری ڈاک ملاحظہ فرمائی اور ہدایات سے نوازا اور مختلف دفتری امور کی انجام دہی میں مصروف رہے۔

واقفین نو جرمنی کی کلاس

پروگرام کے مطابق سوا گیارہ بجے حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز بیت السبوح کے ہال میں تشریف لائے جہاں واقفین نو بچوں کے ساتھ کلاس شروع ہوئی۔ اس کلاس میں جرمنی بھر کی جماعتوں سے اُن 240 واقفین نو نے شمولیت کی سعادت پائی جنہوں نے وکالت وقف نو کے جاری کردہ نصاب کے سالانہ امتحان میں جرمنی بھر میں بالترتیب 250 پوزیشنز حاصل کی تھیں۔ اس کلاس کا امسال کا موضوع افریقہ تھا۔

پروگرام کا آغاز تلاوت قرآن کریم سے ہوا جو عزیزم عبدالمنان سلام صاحب نے کی اور عزیزم انس احمد جاوید صاحب نے اردو ترجمہ پیش کیا۔

بعد ازاں سفیر احمد انجم صاحب نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث اور اس کا اردو ترجمہ پیش کیا۔

اس کے بعد عزیزم نورالدین اشرف صاحب نے حضرت مصلح موعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا منظوم کلام ''احمدی اٹھ کہ وقت خدمت ہے'' خوش الحانی سے پیش کیا۔

بنین اور نائیجر کا تعارف

بعد ازاں عزیزم اظہر اقبال نے افریقہ کے دو ممالک بنین اور نائیجر کا تعارف پیش کیا اور بتایا کہ نائیجر (Niger) مغربی افریقہ کا ملک ہے۔ اس کے ہمسایہ ممالک میں نائیجیریا، بینن، بورکینا فاسو، الجیریا، لیبیا اور چاڈ شامل ہیں۔ نائیجر کا زیادہ تر علاقہ پہاڑوں اور صحرا پر مشتمل ہے۔ ''صحرائے اعظم'' کا کچھ حصہ نائیجر میں پایا جاتا ہے۔ نائیجر کا رقبہ بارہ لاکھ 70 ہزار مربع کلومیٹر ہے۔ اس کے مقابل پر جرمنی کا رقبہ تین لاکھ ستاون ہزار مربع کلومیٹر ہے یعنی چار دفعہ جرمنی نائیجر میں پورا آجاتا ہے۔

حضور انور ایدہ اللہ کے ساتھ جرمنی کے واقفین نو بچوں کے ساتھ رونق افروز ہیں

نائیجر کو کوئی سمندر نہیں لگتا۔

بنین (Benin) مغربی افریقہ کا ملک ہے جو کہ Gulf of Guinea پر واقع ہے۔ اس کے ہمسایہ ممالک میں ٹوگو، بورکینا فاسو، نائیجر اور نائیجیریا شامل ہیں۔ بنین نسبتاً چھوٹا ملک ہے جس کا رقبہ ایک لاکھ 12 ہزار 600 مربع کلومیٹر ہے۔ جرمنی بنین کی نسبت تین گنا بڑا ہے۔ بنین کی آبادی 9.5 ملین ہے۔ دارالحکومت Porto-Novo ہے۔ لیکن حکومتی ادارے زیادہ تر ساحلی شہر Cotonou میں واقع ہے۔

اس کے بعد ان دونوں ممالک کی قوموں اور زبانوں کے متعلق ایک مضمون عزیزم برّاق مشتاق نے پیش کیا اور بتایا کہ نائیجر میں 52 فیصد Hausa قوم پائی جاتی ہے۔ جس کے بعد Djerma قوم آتی ہے جن کی تعداد 23 فیصد ہے۔ اس کے علاوہ اور بہت سی اقوام بھی پائی جاتی ہیں۔ Hausa قوم کافی بڑی ہے جو مغربی اور وسطی افریقہ میں پائی جاتی ہے۔ اس قوم کی کُل تعداد 21 ملین ہے جبکہ نائیجر میں اس کی تعداد 6 ملین ہے۔

بنین میں تقریباً ساٹھ فیصد سے زائد قبیلے پائے جاتے ہیں اور تقریباً اتنی ہی زبانیں ہیں۔ آبادی کا ساٹھ فیصد EWE سے تعلق رکھتا ہے جس میں Fon, Atakora, Bariba اور Yoruba اقوام شامل ہیں۔ بنین کی دفتری زبان تو فرنچ ہے لیکن اس کے علاوہ بہت سی دوسری زبانیں بولی جاتی ہیں۔

عزیزم برّاق مشتاق نے ان ممالک میں خوراک کے حوالہ سے معلومات پیش کرتے ہوئے ایک سبزی Casava پیش کی۔ تو اس پر حضور انور ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے فرمایا کہ یہ تو Yaam ہے۔ Cassava پتلا ہوتا ہے۔ یہ Yaam بھی کھاتے ہیں۔ اس کو ابال کر، جس طرح تم Fish & Chips کھاتے ہو مرچوں کے ساتھ یا سالن کے ساتھ۔ اس طرح چپس تل کے بھی کھاتے ہیں اور ابال کے بھی کھاتے ہیں۔ اور اس کو اچھی طرح پیس کے سخت سی چیز بنا کے وہ بھی سالن کے ساتھ ملا کے کھاتے ہیں اور Cassava بھی اسی طرح بناتے ہیں۔ اس کو پیس کر، آٹا سا بنا کے اس میں چینی ڈال کے اسے بھی کھاتے ہیں۔

حضور انور نے فرمایا: یہ نہ سمجھیں کہ Cassava اور Yaam ۔ Backward علاقے کے لوگوں کی خوراک ہے۔ ساؤتھ انڈیا جو انڈیا کا ترقی یافتہ علاقہ ہے، ان کی خوراک بھی Cassava اور Yaam ہے جو وہ کھاتے ہیں۔ چاول، کساوا اور یام وہاں بھی ہوتا ہے بلکہ اَور علاقوں میں بھی ہوتا ہے۔

اس کے بعد ان دونوں ممالک میں پائے جانے والے مذاہب کے بارے میں عزیزم ذیشان احمد نے بتایا کہ نائیجر میں زیادہ تر مسلمان پائے جاتے ہیں جن کی تعداد اندازاً 93 فیصد ہے۔ 6.6 فیصد لوگ دوسرے مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں اور 0.4 فیصد لوگ عیسائی ہیں۔

ملک بنین میں قریباً 42 فیصد عیسائی پائے جاتے ہیں جن میں بڑی تعداد کیتھولک عیسائیوں کی ہے۔ ان کے علاوہ تقریباً 28 فیصد مسلمان ہیں۔ باقی چالیس فیصد دوسرے مذاہب سے تعلق رکھتے ہیں جن میں Yoruba, Ga اور Vodoo شامل ہیں۔

Vodoo مذہب کی ایک بات یہ ہے کہ افریقہ میں بھی لوگوں کو جنّ چڑھتے ہیں یا ان کے اندر روحیں حلول کر جاتی ہیں۔ افریقہ میں ایسے شخص کو بہت مقدّس سمجھا جاتا ہے کہ اس کے اندر خدا کی روح آ گئی ہے اور سمجھا جاتا ہے

باقی صفحہ نمبر 10 پر ملاحظہ فرمائیں